بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

متلاشیانِ حق اور محبان علم کے ذوق مطالعہ کی تکمیل کے لیے
مسئلہ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انتہائی خوشگوار اور اخلاقی ماحول میں
ہونے والی ایک کانٹے دار تحریری بحث کی مکمل فائل

روئیداد مناظرہ

مسئلہ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مابین

پاسبان مسلکِ اعلیٰ حضرت
جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول مناظر اسلام محقق العصر حضرت علامہ
مفتی محمد عبد المجید خان سعیدی رضوی
صدر شعبۂ تدریس وافتاء ومہتمم وشیخ الحدیث
جامعہ غوث اعظم رحیم یار خان سٹی (بہاول پور، پنجاب، پاکستان)

و

معلّی القاب وسیع المناقب
علامہ قاضی عبد الدائم دائم نقشبندی مجدّدی
سجّادہ نشین خانقاہ صدریہ نقشبندیہ مجدّدیہ
ہری پور ہزارہ (صوبہ کے پی کے) پاکستان

شائع کردہ: قادریہ پبلشرز، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

متلاشیانِ حق اور محبّانِ علم کے ذوق مطالعہ کی تکمیل کے لیے مسئلۂ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر انتہائی خوشگوار اور اخلاقی ماحول میں ہونے والی ایک کانٹے دار تحریری بحث کی مکمل فائل

الموسوم بہ

مجموع المکاتبات بین القاضی والسعیدی

فی

مسئلۃ الظلّ لسیّد الکائنات

(علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات)

المعروف بہ

روئیداد مناظرہ مسئلۂ سایۂ مصطفیٰ ﷺ

مابین

پاسبان مسلکِ اعلیٰ حضرت

مفتی عبدالمجید خاں سعیدی رضوی

صدر شعبۂ تدریس وافتاء ومہتمم وشیخ الحدیث

جامعہ غوث اعظم رحیم یار خان (پنجاب۔پاکستان)

و

معلّی القاب وسیع المناقب

علامہ قاضی عبدالدائم دائم نقشبندی مجدّدی

سجّادہ نشین خانقاہ صدریّہ نقشبندیہ مجدّدیہ

ہری پور ہزارہ (صوبہ کے پی کے) پاکستان

شائع کردہ: **قادریہ پبلشرز، کراچی**

نام کتاب: روئیداد مناظرہ مسئلۂ سایۂ مصطفیٰ ﷺ

مؤلّف: مفتی عبدالمجید سعیدی رضوی

کمپوزنگ: رئیس نذیر احمد

اشاعت: باراوّل ۱۰/رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ/۴/مئی ۲۰۲۰ء بروز پیر

تعداد:

تبلیغی ہدیہ:

مصححین: محمد عتیق اشرف قادری، مولانا مجاہد حسین سعیدی

نوٹ: تصحیح کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے تاہم پھر بھی اگر اغلاط کتابت سامنے آئیں تو مطلع فرمائیں۔ شکریہ۔ (ادارہ)

ملنے کا پتہ: مکتبہ مجیدیہ رحیم یار خان

ملنے کا پتہ: کاظمی کتب خانہ عقب جامعہ غوثِ اعظم سٹی پل رحیم یار خان

باسمہٖ تعالیٰ شانہ‘

اجمالی فہرست عنوانات کتاب ہٰذا

وباللہ التوفیق والتسدید

الـــــجـــــواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلّی ونسلّم علٰی رسولہ الکریم وآلہٖ وصحبہ وتبعہ اجمعین

پہلے پڑھنے کی بات:

ہوا یہ کہ مؤرخہ ۸/ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۹/ ستمبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ بعد نماز عشاء چونگی امرسدھو لاہور میں مولانا حافظ طارق جاوید سعیدی صاحب کے ہاں درس قرآن مجید بسلسلہ ذکر جمیل امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین الشہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن رفقائہ الکرام الشہداء بکربلاء کی سالانہ تقریب میں جانا ہوا۔

شرکاء میں پتوکی ضلع قصور کے کچھ احباب بھی تھے انہوں نے تقریب کے بعد دوران ملاقات بتایا کہ ہری پور ہزارہ (صوبہ کے پی کے) کے ایک سنّی عالم ہیں جن کا نام علامہ قاضی عبدالدائم نقشبندی مجدّدی ہے جو ایک خانقاہ کے سجّادہ نشین بھی ہیں (یعنی خانقاہ صدریّہ نقشبندیہ مجدّدیہ) اور کئی کتابوں کے مصنف بھی۔ ان کا پتوکی اورنواح میں بہت اثر ورسوخ ہے، وہ بعض مسائل کے حوالہ سے عام روٹین سے ہٹ کر ہیں جن پر وہ تحریراً تقریراً ہر طرح سے تحریک کی حد تک بہت زور بھی دیتے ہیں اور کم ہی کوئی نشست ہوگی جس میں وہ انہیں نہ دہراتے ہوں۔

ان میں سے ایک (اور سب سے بڑا مسئلہ) یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اقدس کا تاریک سایہ نہیں تھا' بالکل غلط ہے' صحیح یہ ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا تاریک سایہ تھا۔

نیز وہ عدم سایہ کے دلائل کا سختی سے ردّ بھی کرتے ہیں جس پر مطبوعہ صورت میں ان کی تحریرات بھی موجود ہیں۔ساتھ ہی ان احباب نے اس کے جواب کا بھی فقیر سے پُر زور مطالبہ بھی کیا۔

فقیر نے ان سے حسبِ اصول اس کا دستاویزی ثبوت طلب کیا جس کی انہوں نے ذمّہ داری قبول کرتے ہوئے بعد میں مہیا کیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے قاضی صاحب موصوف کی کچھ کتب بھی پوسٹ کیں جو مجھے موصول ہوئیں جن کے مطالعہ سے ان احباب کے مذکورہ بیان کا مطابق واقعہ ہونا واضح ہوا۔

چنانچہ مذکورہ مسئلہ قاضی صاحب موصوف کے نام سے چھپی ہوئی موصولہ کتب میں سے ایک کتاب ''سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے جلد ثالث کے باب یازدہم میں موجود و مرقوم ہے۔

نیز بعینہٖ ان کا یہی مضمون کچھ اضافوں کے ساتھ ''سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے علیحدہ رسالہ کی شکل میں بھی چھپا ہوا ہے جو ان مرسلہ کتابوں میں آیا ہے جو اس رسالہ کا پانچواں ایڈیشن ہے۔

اس سے حقیقتِ حال اگرچہ واضح تھی لیکن چونکہ قاضی صاحب موصوف ابھی اس دنیا میں بقید حیات ہیں اس لیے کامل احتیاط کے پیش نظر نیز اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے پھر بھی خود ان سے اس کی وضاحت کرانے

کی غرض سے ان کو اس سلسلہ میں فقیر نے بتاریخ ۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴/ جنوری ۲۰۱۹ء بروز پیر کو ایک خط لکھ کر اگلے دن یو ایم ایس سے بھیجا جس کے ساتھ رفع یدین کے موضوع پر اپنی تحریر کردہ ایک کتاب (مجموعہ رسائل مسئلۂ رفع یدین) بھی انہیں ارسال کی جو ان کو موصول ہوئے۔

قاضی صاحب موصوف نے میرے اس خط کا جواب دیا' اس طرح سے ان سے اس پر باقاعدہ مراسلت ہوئی اور مسئلہ کے کچھ پہلوؤں پر بحث آئے۔ اس کی پوری فائل من وعن پیش کی جارہی ہے' تفصیلات قارئین کرام خود پڑھ کر حقیقتِ حال سے آگاہی حاصل اور فریقین کے موقف کو سمجھ کر آراء قائم کریں گے۔

ہم یہاں صرف یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں جو ایک انتہائی افسوسناک اور بہت سوہانِ روح امر بھی ہے کہ بات جب نتیجہ کی حد اور فیصلہ کن موڑ پر پہنچی تو قاضی صاحب نے آگے نہ چلنے کا فیصلہ کر کے مراسلت کو وہیں پہ روک دیا اور ہماری طرف سے سخت وشدید اصرار کے باوجود جواب لکھنے سے معذوری ظاہر کی جوان کے لیے اصولاً وشرعاً واخلاقاً کسی طرح جائز نہ تھا جس پر وہ تا حال قائم ودائم ہیں۔ ہمارے آخری بھیجے گئے مکتوب سے اب تک عرصہ کم وبیش ایک سال ہو گیا ہے۔ چنانچہ ہمارا آخری خط ان کو مورخہ ۱۱/ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸/ مئی ۱۹ء کو گیا تھا اور آج ۱۰/ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ہے مئی کا مہینہ ساتھ ہے۔

قاضی صاحب سے پُرزور مطالبہ:

بناءً علیہ ہم اپنے قارئین سے پُرزور گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہمارے مراسلات کو ملاحظہ کرنے کے بعد اپنے اپنے طور پر مختلف ذرائع کو بروئے کار

لاتے ہوئے قاضی صاحب کی اخروی بہتری کے جذبہ سے' ان سے بھرپور انداز سے زوردار طریقوں سے مطالبات کر کے اس پر مجبور کریں کہ وہ:

۱ یا تو ہمارے سوالات کے جوابات دے کر اس بحث کو اس کے منطقی انجام (اور آخری حد) تک پہنچائیں ۔الغرض بحث کی تکمیل کر کے اپنے ذمہ امر سے سبکدوشی حاصل کریں۔

۲ یا پھر وہ اس مسئلہ کے حوالہ سے اپنے بوگس موقف سے تحریراً وتقریراً علانیہ رجوع کر کے اپنی اس سلسلہ کی جملہ تحریرات کو کنڈم قرار دے کر عوام اہل سنت کے قلق کو دور فرمائیں۔

اور یہ قطعی طور پر ایک سو فیصد جائز مطالبہ ہے جس سے کوئی منصف مزاج ذی علم انکار نہیں کرسکتا۔

حضرت قاضی صاحب سے بھی ہم مایوسی ظاہر نہیں کرتے اور پُر امید ہیں کہ وہ بھی اس سلسلہ میں اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ فرما کر تاریخ میں اپنا نام رقم کرائیں گے۔

نوٹ: مانحن فیہ میں ہماری دلچسپی اور بڑھ گئی جب یہ معلوم ہوا کہ جناب قاضی صاحب کے جدامجد حضرت قاضی عمرالدین رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کے نیاز مند مستفیدین سے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک رسالہ پر اعلیٰ حضرت سے تقریظ بھی لی تھی جس کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ تقریظ اصل رسالہ سے کئی گنا زائد ہے۔

بہرحال ہمارے رسالہ ہٰذا کی اشاعت کے کم وبیش تین ماہ کے اندر اندر قاضی صاحب کی طرف سے مطلوبہ جواب کے موصول نہ ہونے کی صورت

میں ہمیں ان کی مذکورہ کتاب کے جواب کو منظر عام لانے کا ہر حوالہ سے پورا پورا حق حاصل ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

اب اگلی سطور میں پڑھئے ہمارے مراسلات کو تفصیل سے

کتبہ الفقیر عبدالمجید سعیدی بقلمہ

۱۰/رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۴ مئی ۲۰۲۰ء بروز پیر

مکتوب نمبر۱ سعیدی
بنام قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلّم علٰی رسولہ الکریم وآلہٖ وصحبہ وتبعہ اجمعین

عمدۃ الافاضل، فخر الاماثل، رأس المصنّفین حضرت علامہ قاضی عبدالدائم صاحب دائم نقشبندی مجدّدی سلّمہٗ اللہ القوی زیب سجّادہ آستانۂ عالیہ صدریہ مجدّدیہ ہری پور ہزارہ۔

تسلیمات وتحیّات مسنونہ وافرہ وادعیہ صالحہ کثیرہ وآداب مطلوبہ عدیدہ!

نخبۃ المرام وخلاصۃ الاحوال آنکہ فقیر پچھلے دنوں (۸ محرام الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۹/ستمبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ بعد نماز عشاء) چونگی امرسدھو لاہور درس قرآن بسلسلہ ذکر جمیل حضرت سیّد الشہداء سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنّا کی ایک پروقار تقریب میں حاضر ہوا۔

وہاں پتوکی سے آئے ہوئے کچھ دوست ملے جو آنجناب سے بے حد متأثر ہونے والوں سے لگتے تھے انہوں نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے پتوکی وغیرہا میں پائے جانے والے آپ کے زوردار خطابات وغیرہا کے چرچوں کا بھی ذکر کیا۔

اس ضمن میں انہوں نے یہ بھی بتایا کہ قاضی صاحب (یعنی آپ) کے اندر چند چیزیں ایسی ہیں، وہ نہ ہوتیں تو ان کی کیا ہی بات تھی۔ جن کی تفصیل بتاتے ہوئے انہوں نے کہا، ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ موصوف، حضور نور مجسّم سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد منوّر کے تاریک سایہ کے ہونے کے بڑی سختی سے قائل اور عدم سایہ کے دلائل کا بہت شدّت سے ردّ بھی کرتے ہیں جس پر ان کی تحریرات مطبوعہ صورت میں بھی دستیاب ہیں، ساتھ ہی ان کے جواب کا بھی فقیر سے پُرزور مطالبہ کیا۔ میں نے ان سے اس کے دستاویزی ثبوت کے پیش کرنے کا کہا جس کی انہوں نے نہ صرف یہ کہ ذمّہ داری قبول کی بلکہ اسے پورا کرتے ہوئے متعلقہ کتب ارسال بھی کیں جن کے مطالعہ سے ان کی مذکورہ بات کا صحیح ہونا واضح ہوگیا۔

چنانچہ یہ مواد کتاب سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلد ثالث (کے "اضافہ شدہ نیا ایڈیشن" کے صفحہ ۱۲۵ تا ۱۷۸) باب نمبر ۱۱ طبع برائٹ بکس اقرأ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور) میں موجود ہے۔

نیز بعینہٖ یہی مواد سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مع کچھ اضافہ جات علیحدہ رسالہ میں بھی ہے۔ جس کا ہمارا پیش نظر نسخہ خانقاہ نقشبندیہ مجدّدیہ ہری پور ہزارہ کا مطبوعہ اور پانچواں ایڈیشن ہے جو جون ۲۰۰۱ء کا شائع کردہ ہے۔

اس سلسلہ میں توجہ طلب امر یہ ہے کہ فقیر اس کا بصورت تحریر جواب پیش کرنا چاہتا ہے جس کے لیے عندالضرورۃ بالمشافہ گفتگو کا موقع بھی آ سکتا ہے لیکن اس سے قبل ان بعض امور کے متعلق آپ سے استفسار کر لینا ضروری سمجھتا

ہوں جن کا ماںحن فیہ جیسے مسائل کے حوالہ سے پہلے طے کر لینا اصول' اخلاق اور ذمہ داری کے حسبِ تقاضا لازم ہوتا ہے۔

امید ہے پہلی فرصت میں مطلوبہ جواب مرحمت فرما کر آپ بھی ذمّہ داری کا عملی مظاہرہ فرمائیں گے اور کوشش فرمائیں گے کہ رقیمہ ہٰذا کی موصولی کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر جواب مہیّا فرمادیں تاکہ یہ معاملہ جلد از جلد نمٹایا جاسکے۔ نیز جواب لیٹر پیڈ پر بدست خود ہو جس پر آپ کے دستخط مع مہر ثبت ہوں جس سے مقصود محض اس کی تسلی کرنا ہے کہ جواب آپ ہی کا ہے لاغیر۔

افسوس ہے کہ ان تحریرات کا مجھے باقاعدہ علم اب ہوا ہے ورنہ بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ المصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اسے کب کا نمٹا دیا جاچکا ہوتا۔ صرف افواہ کی حد تک سنا تھا کہ کسی شخص نے تحقیق کے جذبہ کے اظہار سے اس موضوع پر کچھ لکھا ہے لیکن یہ سوچ کر اس بارے میں دلچسپی نہ لی کہ یہ کسی بدعقیدہ (غیر سنّی) شخص کی کارگزاری ہوگی جو کوئی نئی یا اچنبھے کی بات نہیں' بناءً علیہ کچھ لائق التفات نہیں۔

امور مستفسرہ حسب ذیل ہیں:

مسئلہ ہٰذا کے متعلق' کتاب سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود اس سلسلہ کا مضمون نیز رسالہ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' جناب کے تحریر کردہ ہیں یا کسی نے از خود بنا کر آپ کے نام لگا اور چھپوا دیئے ہیں؟

بصورت اوّل' مسئلہ ہٰذا کے متعلق ان میں درج موقف سے آپ رجوع فرما چکے ہیں یا اب بھی اس پر قائم ہیں اور ان کے جملہ مندرجات کی ذمّہ

داری قبول فرماتے ہیں؟

بہر صورت دوٹوک اور غیر مبہم الفاظ میں جواب سے (حسبما ذکر) مطلع فرمائیں تاکہ اسی کے مطابق ما وجب پر عمل کیا جاسکے۔

بصورت عدم رجوع' اس پر کوئی اور بھی مزید مواد ہو تو وہ بھی ارسال فرما دیں تاکہ سب کا معاملہ ایک ہی دفعہ نمٹ جائے۔ فقط والسلام خیر الختام۔

منتظر جواب

آپ کا

مفتی عبدالمجید خاں سعیدی رضوی بقلمہ

صدر شعبۂ تدریس وافتاء ومناظرہ ومہتمم وشیخ الحدیث

جامعہ غوثِ اعظم رحیم یار خان سٹی

(بہاول پور' پنجاب' پاکستان)

(۸/جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۴ جنوری ۲۰۱۹ء بروز دوشنبہ)

مکتوب نمبر۱ قاضی صاحب
بجواب مکتوب نمبر۱ سعیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۷۸۶

قاضی عبدالدائم دائم

سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجدّدیہ — تاریخ ۲۸-۰۱-۲۰۱۹

ہری پور ہزارہ — حوالہ نمبر ________

قاضی عبدالدائم دائم کی طرف سے محترم ومکرم ومفخم جناب مفتی صاحب کی طرف

اعزکم اللہ فی الدارین، ورزقکم کل خیر وزین، وصانکم من کل شرو شین، بحرمۃ نبی الحرمین

ٹھنڈی ہوا کے خوشگوار جھونکے کی طرح آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ ساتھ ہی ایک کتاب بسلسلہ رفع یدین نظر نواز ہوئی۔ جستہ جستہ پڑھی ہے۔ ماشاءاللہ خوب ہے، خصوصاً اسکنوا فی الصلوٰۃ کی محققانہ تشریح وتوضیح اپنی

مثال آپ ہے۔ عام طور پر علماء، مخالفین کے دلائل بیان نہیں کرتے مگر آپ نے غیر مقلدین کے تمام دلائل پوری تفصیل وحوالہ جات سے ذکر کے ان کے مسکت جواب دیئے ہیں اور مسلک احناف کی بہترین ترجمانی فرمائی ہے۔ فجزا کم اللہ عن جمیع الاحناف خیرا۔

جہاں تک مسئلہ نفی ظل کا تعلق ہے تو اس کے لیے اب تک جو عقلی نقلی دلائل پیش کیے گئے ہیں، ان پر مجھے کچھ اشکالات تھے، ان ہی کو میں نے سایۂ مصطفیٰ میں پیش کیا ہے اور ان کا اب تک کوئی اطمینان بخش جواب نہیں ملا۔ راولپنڈی کے علامہ محمد یعقوب ہزاروی، گوجرانوالہ کے مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی اور ملتان کے ایک مولانا جن کا نام اس وقت مستحضر نہیں ہے مگر اتنا یاد ہے کہ وہ مدرسہ خیر المعاد کے مدرس تھے، ان حضرات نے میرے سوالات کا جواب دینے کی ناتمام سی کوششیں کی ہیں۔ اگر آپ کی نظر سے یہ کتابیں نہ گزری ہوں تو کچھ لکھنے سے پہلے ان کا بھی مطالعہ فرمالیجئے تاکہ اس موضوع پر آپ کو مکمل دسترس ہو جائے اور آپ پر یہ بھی واضح ہو جائے کہ آپ کے ذہن میں جو نکات ہیں وہ کہیں پہلے ہی تو نہیں بیان کیے جا چکے! اگر ہو سکے تو حضرت صاحبزادہ ارشد سعید کاظمی صاحب سے بھی تبادلہ خیال فرمالیجیے۔ ان کے ساتھ میری پرانی یاد اللہ ہے۔ کچھ عرصہ پہلے کا واقعہ ہے کہ ملتان میں ہمارے دوستوں نے ایک مسجد اور اسلامک سنٹر بنام صدریہ کمپلیکس بنایا ہے، اس مسجد کا امام جن مولوی صاحب کو مقرر کیا گیا تھا ان کے بارے میں منتظمین کو شبہ ہوا کہ وہ اس سنٹر پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں ــــــ اور فی الواقع مولوی صاحب نے اتنا اثر ورسوخ

پیدا کرلیا تھا کہ ان کو ہٹانا انتظامیہ کے بس سے باہر ہو گیا تھا۔ منتظمین چونکہ میری اور صاحبزادہ صاحب کی الفت ومودت سے آگاہ تھے اس لیے انہوں نے صاحبزادہ صاحب سے مدد چاہی اور میرے ساتھ اپنے تعلق کا حوالہ بھی دیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب میرا نام سن کر بخوشی ان کی امداد کے لیے تیار ہو گئے اور پھر اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے صدریہ کمپلیکس کو مولوی صاحب کے تسلط سے واگزار کرایا۔ فجزاهم الله احسن الجزأ في الدارين ۔اب وہاں انوار العلوم کے ایک فاضل خدمات انجام دیتے ہیں جنہیں جناب صاحبزادہ صاحب نے متعین فرمایا ہے۔

ابھی پچھلے دنوں میں ملتان گیا تو حضرت صاحبزادہ صاحب کے اس تعاون کا شکریہ ادا کرنے سے مدرسے بھی گیا۔اس وقت صاحبزادہ صاحب درس حدیث دے رہے تھے۔ ہمارے لیے انہوں نے تدریس کو مختصر کیا اور ہمارے پاس آ بیٹھے' دیر تک علمی بات چیت ہوتی رہی۔ پھر انہوں نے اپنی تصنیفات عطا فرمائیں۔ میں نے بھی سیدالوریٰ کا تازہ ایڈیشن پیش کیا۔ بہت فرحت کا اظہار فرمایا اور کہا کہ اس کتاب میں بارے میں سنا تو بہت تھا مگر ابھی تک مطالعے کا اتفاق نہیں ہوا' میں نے کہا کہ پچھلی دفعہ جب میں آیا تھا تو علامہ مظہر سعید صاحب کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی تھی۔ فرمایا' بھائی جان کا ذاتی کتب خانہ علیحدہ ہے۔ میں نے گزارش کی کہ اس کتاب کا بامعان نظر مطالعہ فرمایئے اور مجھے میری خامیوں سے آگاہ فرمایئے۔انہوں نے وعدہ فرمایا کہ میں ضرور یہ کام کروں گا۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے میں ان سے بھی رہنمائی لے لیجئے۔

علاوہ ازیں مجھے پتہ نہیں، آپ کے خط میں بھی تصریح نہیں کہ میرے جن محبین نے آپ کو یہ مواد فراہم کیا ہے انہوں نے سید الوریٰ کا پورا سیٹ پیش کیا ہے یا صرف تیسری جلد؟ اگر پہلی جلدیں انہوں نے نہ دی ہوں تو میں بھیج دیتا ہوں۔ ان میں بھی میرے کچھ تفردات ہیں۔ اس طرح آپ کو میری ساری غلطیوں، کوتاہیوں اور لغزشوں سے آگاہی ہو جائے گی اور ان سب سے ایک ہی وقت میں بآسانی نمٹ لیں گے۔ اس کا مجھے یہ فائدہ ہوگا کہ آپ جیسے محقق کے تعقبات کی وجہ سے میں اپنی خامیوں پر مطلع ہو جاؤں گا اور ضرورت سمجھی تو آئندہ ایڈیشنوں میں مناسب ردوبدل کرلوں گا اور آپ کو یہ فائدہ ہوگا کہ زیر بحث مسئلے کا ہر گوشہ نگاہ میں ہونے کی بناء پر آپ کی کتاب زیادہ وقیع ور فیع ہو جائے گی۔

یوں بھی اب جلدی تو کوئی ہے نہیں کیونکہ سایۂ مصطفیٰ کو چھپے ہوئے بیس پچیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس دوران اس کے حق و خلاف میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا مطالعہ کرنے اور اہل علم کے ساتھ اس مسئلے میں مذاکرہ کرنے سے اگر چند ماہ کی تاخیر بھی ہو جائے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تاہم اگر آپ اس کی ضرورت نہ سمجھیں اور جن اہل علم نے آپ سے سایۂ مصطفیٰ کا جواب لکھنے کی فرمائش کی ہے، ان کے جذبات کو مدنظر رکھ کر جلدی سے جواب لکھنا مناسب سمجھیں تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اختلاف امتی رحمۃ جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ البتہ یہ بات ذہن میں رکھئے کہ سایۂ مصطفیٰ میں کہیں بھی میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا۔ میرا موقف صرف اتنا ہے کہ نفی ظل پر جو دلائل آج تک پیش کیے گئے ہیں، وہ

سب نقلاً وعقلاً ممنوع ومنقوض ہیں۔ سایۂ مصطفیٰ میں انہیں منوع ونقوض کی تفصیلات' بیان کی گئی ہیں اور انہی کے جوابات مطلوب ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے علم وفضل میں اضافہ فرمائے اور ایک جہاں آپ کے فیوض سے فیضیاب ہو

لذت دل وجان کے لیے دو مختصر کتابیں ارسال خدمت ہیں' امید ہے کہ پسند آئیں گی۔

آخر میں گزارش ہے کہ خط لکھنے سے میری جان جاتی ہے۔ بہت کم خط لکھتا ہوں' بلکہ لکھتا ہی نہیں ہوں اس لیے آداب واطوارِ مکتوب نگاری سے پوری طرح واقف نہیں ہوں۔ اگر کوئی بات ناگوار گزرے تو درگزر فرمادیجئے۔ آپ کے مکتوب کا انداز اچھا لگا اس لیے اتنا طویل جواب لکھ دیا ہے۔ ویسے دن کو بارہ بجے سے پونے ایک تک' مغرب کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ تک اور عشاء کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ تک درج ذیل نمبر پر موجود ہوتا ہوں۔ ان اوقات میں رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ رابطہ نمبر: 0995-627070

والسلام علیکم علی من لدیکم

محلّہ عیدگاہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن ہری پور ہزارہ

0995-614949

0995-627070

مکتوب نمبر۲ سعیدی

بجواب

مکتوب نمبر۱ قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علٰی رسولہ الکریم وعلٰی آلہٖ وصحبہ

وتبعہ اجمعین

ذوالمجد والکرم ومحترم المقام حضرت العلام جناب قاضی صاحب سلّمہٗ ربّہ الواہب

تحیات مسنونہ عدیدہ وادعیہ صالحہ کثیرہ

اینجا خیر و آنجا با دا۔

نخبۂ آنکہ محبت نامہ مع بعض قلمی کاوشات آنجناب (وما احسن ھدیۃ الکتاب) موصول ہوکر بے حد مسرت کا باعث بنا کہ آپ نے کچھ محسوس فرمائے اور برا منائے بغیر نیز انتہائی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے جواب سے نوازا اور فقیر کی ارسال کردہ کتاب ''مسئلہ رفع الیدین'' پر اپنی قیمتی رائے بھی سپردِ قلم فرمائی۔

اس سب پر بے حد شکریہ اور دعاء جمیل کہ احسن اللہ جزاء کم بحبیبہ الاکرم ﷺ۔

باقی کتاب سیّدالوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکمل سیٹ وی پی فرمادیں' چھڑوا لوں گا جس پر یادگاری کے طور پر آپ کے دستخط بھی ثبت ہوں شکراً جزیلاً۔

کچھ کتابیں مزید ہدیۃً بھیج رہا ہوں یعنی اس سے قندِ سعدی کا کام لینا مقصود ہے۔قبول فرمائیں۔

نفسِ مسئلہ پر کلام:

وھانحن نشرع فی المقصود۔ جہاں تک نفسِ مسئلہ کا تعلق ہے؟ تو معروض یہ ہے کہ جناب کے موصول شدہ مکتوب گرامی کے حوالہ سے بعض وضاحت طلب امور کے جواب کی تحریر کے لیے ایک بار پھر زاحم ہوں۔

امید ہے پہلے کی طرح اب بھی وسعت ظرفی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے جلد جواب باصواب مہیا فرمائیں گے۔

فاقول وباللہ التوفیق۔

امور مستفسرہ حسب ذیل ہیں:

امر اوّل:

فقیر نے کتاب سیّدالوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مرقوم خصوصیّت کے ساتھ سایہ والے مضمون نیز سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے طبع شدہ رسالہ کے متعلق آپ سے استفسار کیا تھا کہ یہ آپ کی تحریر ہیں یا نہیں؟

نہیں ہیں تو اس کی تردید اور ہیں تو اس کی تصدیق کے ساتھ یہ توضیح بھی فرمادیں کہ ان سے رجوع فرماچکے یا تاحال ان پر قائم اور ان کے جملہ مندرجات کی ذمّہ داری قبول فرماتے ہیں؟

فاقول: اگرچہ فقیر کے جوابی پروگرام پر آپ کے اظہار رضامندی سے عدم رجوع نیز مندرجات کی مسؤلیّت کے قبول کرنے کا اشارہ ملتا ہے تاہم ہاں یہ نہ میں تصریح فرمادیں تو اس کی ہر حوالہ سے تکمیل ہو جائے گی اور توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کے خطرے سے حفاظت بھی۔

امر دوم:

جناب نے اپنے پیش نظر مکتوب میں جو یہ لکھا ہے کہ:

"سایۂ مصطفیٰ میں کہیں بھی میں نے دعویٰ نہیں کیا کہ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ تھا۔ میرا موقف صرف اتنا ہے کہ نفیِ ظل پر جو دلائل آج تک پیش کیے گئے ہیں وہ سب نقلاً وعقلاً ممنوع ومنقوض ہیں"۔ (مکتوب نمبرا سطر نمبر۱۴)

الجواب اوّلاً:

ہمارے مطابق یہ قطعی طور پر ایک ایسی بات ہے جس کے مطابق واقعہ ہونے سے خود آپ کی کتاب اور رسالہ کے بے شمار مندرجات ابا کرتے ہیں کیونکہ آپ نے ان دونوں میں جا بجا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کے لیے معاذ اللہ تاریک سایہ ہونے کو اپنا موقف' اپنا نظریّہ' نئی اچھوتی تحقیق' محدّ ثانہ اصول وضوابط کے عین مطابق' حضور کے عوارض بشریہ سے اور آپ کے لیے عظمت ہی عظمت بتایا اور سایہ نہ ہونے کو غیر ثابت' بے اصل' بے حقیقت' خود ساختہ عجب قصّہ' ناممکنات سے اور محال' نیز حضور کے لیے عیب' غیر شایانِ شان' کمال بشریت کی نفی کے مترادف' قبیح تصوّرات کا مجموعہ' تعجب

خیز اور حیرت انگیز کہا اور سایہ نہ ماننے والوں کو اپنا مخالف فریق قرار دیا ہے۔ نیز یہ کہ یہ آپ کا ایسا حتمی فیصلہ ہے کہ جس میں کچھ لچک نہیں ہے۔

بناءً علیہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے حضور کا سایہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور آپ کا مقصد محض دلائل نفی کی تغلیط وتردید ہے؟ ہاں یہ اور بات ہے کہ مقصد کو ادیبانہ اور صحافیانہ طرز وطریقہ سے بیان کر کے پیغام کو آگے بڑھایا گیا ہے۔

آپ کی کتاب ورسالہ کے اس سلسلہ کے کچھ مقامات پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ اور تازہ فرما کر فیصلہ خود صادر فرمائیں۔

تو لیجئے ملاحظہ کیجئے:

چنانچہ آپ نے اپنا مضمون شروع کرنے سے پہلے خصوصی نوٹ کے طور پر قارئین کو متوجہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

۱ ”محترم قارئین! جان دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے دو باتوں نے خاصی شہرت پائی ہے ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ دوسری یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جادو کیا گیا تھا۔ ہم نے جب ان مسائل کا تحقیقی جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ دونوں شہرت یافتہ باتیں بے اصل اور بے حقیقت ہیں“۔ (سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ طبع برائٹ بکس لاہور)

۲ نیز اس کے متعلق یہ قطعہ بھی لکھا ہے ؎

پرانے دور کے تاریخ داں بھی عجب قصّے روایت کر گئے
فسانوں کو حقیقت کا لبادہ اُڑھا کر وہ حکایت کر گئے (دائم)

ملاحظہ ہو (کتاب مذکور صفحہ ۲۵)

۳ یہ امر مضمون ورسالہ کے نام وعنوان مع عبارات سیاق وسباق سے بھی خوب واضح ہے جو حسب ذیل ہے:

نام وعنوان ہے "سایہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

جس کے اوپر یہ لفظ لکھے گئے ہیں: "ظل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک بالکل نئی اور اچھوتی تحقیق"۔

جب کہ نیچے یہ الفاظ ہیں: "جس میں روایات نفیٔ ظل کا محدّثانہ اصول وضوابط کی روشنی میں مفصل جائزہ لیا گیا ہے"۔

ملاحظہ ہو (کتاب صفحہ ۱۲۷، رسالہ صفحہ نمبر ۱)۔

جس سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ اس کی تصنیف سے جناب کا مقصد محض دلائل نفیٔ ظل پر کلام کرنا نہیں بلکہ اثبات سایہ بھی مقاصد اصلیّہ سے ہے۔

۴ رسالہ میں "علمائے اہل سنّت کثرھم اللہ سے ایک استفسار کے عنوان کے تحت آخر میں سایہ نہ ہونے کی محض دو صورتیں قرار دے کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی نفی کر کے لکھا ہے: "آپ کا سایہ نہ ہونے کی امکانی صورت کیا ہوگی"؟

ملاحظہ ہو۔ (صفحہ ۲۲ طبع خانقاہ نقشبندیہ مجدّدیہ صدریہ ہری پور ہزارہ)

اقول: اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جناب کے نزدیک بدن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ یہ محالات سے ہے۔

۵ نیز رسالہ کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے: ''استفسار بھیجنے تک ہم یہی سمجھتے تھے کہ نفیٔ ظل میں کچھ ضعیف احادیث موجود ہیں اور اگر استفسار میں اٹھائے گئے سؤالات کے تسلّی بخش جوابات مل جائیں تو اس نظریئے کو تسلیم کرلیا جائے مگر بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ اس سلسلہ میں کوئی ایک بھی قابل اعتبار روایت موجود نہیں ہے''۔

اقول: یعنی سایہ نہ ہونے کے نظریّہ کو قبول کر لینے کے متعلق ابتداءً کچھ لچک تھی لیکن بعد میں اسے ختم کر دیا گیا جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد آپ پوری طرح اور پکّے پکّے دوسرے نظریّہ (وجودسایہ) کے قائل وحامل ہو گئے۔

۶ تا ۹ آپ کے لفظ ہیں: ''جو علماء نفیٔ ظل کے قائل ہیں''۔

ملاحظہ ہو (رسالہ صفحہ ۲۵، صفحہ ۷۷)

نیز ''نفیٔ ظل کے قائلین اہل علم'' (رسالہ صفحہ ۴۲، کتاب مذکور صفحہ ۱۴۴ جلد ۳)

نیز ''نظریّہ نفیٔ ظل کو ثابت کرنے کے لیے کل سرمایہ صرف تین روایتیں ہیں''۔ (رسالہ صفحہ ۵۸ کتاب صفحہ ۱۶۰)

نیز ''نفیٔ ظل کے قائل اکابرین'' (رسالہ صفحہ ۱۰۳)

اقولُ: ''تعرف الاشیاء باضدادھا'' کے تحت سایہ نہ ہونے کے قائلین جب جناب کے مدّ مقابلین ہیں تو آپ لازمی طور پر عدم سایہ کے نظریہ کی نفی کرنے کے ناطہ سے سایہ ہونے کے نظریہ کے قائل وحامل ہوئے۔

۱۰ آپ کے الفاظ ہیں: ''اس بحث وتمحیص کا مقصد اپنے موقف کو حرف آخر ثابت کرنا نہیں''۔ (رسالہ صفحہ ۲۵)

اقــول : ''اپنے موقف'' کے لفظوں سے ظاہر ہے کہ وہ ''نفیِ ظل'' کے نظریّہ کے برعکس ہے جو ''ثبوت ظل'' ہے۔ یہ الفاظ بھی آپ کے قائل سایہ ہونے کو بیان کر رہے ہیں۔

۱۱ نیز جناب نے لکھا ہے: ''اگر کوئی فاضل (الٰی) ہماری معروضات کو غلط ثابت کر دیں تو ہم اپنے نظریئے سے رجوع کرنے میں ایک لمحے کا تأمل بھی نہیں کریں گے''۔ (رسالہ صفحہ ۶۵ کتاب صفحہ ۱۶۶)

اقــول : سایہ ہونے کا آپ کا نظریہ ہی نہیں ہے تو رجوع کس نظریئے سے فرمائیں گے؟

۱۲ تا ۱۷ نیز لکھا ہے: ''اگر یہ مراد ہے کہ آپ کی نورانیت لباس بشریت میں جلوہ گر تھی تو (الٰی) اس سے تو سایہ ثابت ہوگا کیونکہ لباس بشریت میں ہونے کی وجہ سے آپ کے لیے تمام عوارض بشریت ثابت تھے''۔

(رسالہ صفحہ ۶۵' کتاب صفحہ ۱۶۷)

نیز ''جب بشریت کے تمام عوارض آپ کے لیے ثابت تھے تو سایہ بھی ثابت ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی عوارض بشریہ میں سے ایک عارضہ ہے''۔

(رسالہ صفحہ ۶۶' کتاب صفحہ ۱۶۷)

کچھ آگے لکھا ہے: ''لیکن سایہ ہونا تو چاہیے۔ یہ تو نہیں کہ سائے ہی کی نفی کر دی جائے''۔ (رسالہ صفحہ ۶۶' کتاب صفحہ ۱۶۷)

نیز ''جب آپ کو خلعت بشریت سے نوازا گیا تو جس طرح بشریت کے دیگر عوارض آپ کی معیت سے مشرف ہو گئے' اسی طرح سایہ بھی مشرف ہو

جائے گا“۔(رسالہ صفحہ ٦٨، کتاب صفحہ ١٦٩)

نیز ”لکھا ہے: ”گفتگو آپ کے (الیٰ) اس وجود مسعود میں ہے جو عالم امکان میں جلوہ گر ہوا۔ اور اس وجود کے لیے اگر دیگر امکانی تغیرات (الیٰ) ثابت ہو سکتے ہیں تو سایہ کیوں نہیں ہو سکتا“۔

نیز ”کتاب صفحہ ١٦٩ اور رسالہ صفحہ ٦٨ میں لکھا ہے: ”آخر سائے نے کیا قصور کیا ہے کہ اس کو جسم اطہر کی رفاقت سے خواہ مخواہ محروم کر دیا جائے“۔

اقــول: ان عبارات کا لفظ لفظ ما نحن فیہ میں صریح ہے کہ جناب ثبوت سایہ کے نظریّہ کے حامل ہیں۔

١٨ تا ٢١ مزید آپ لکھتے ہیں: ”اس کے برعکس سایہ ماننے میں آپ کی عظمت ہی عظمت ہے“۔(رسالہ صفحہ ٧٢)“۔

نیز ”اکمل البشر ذات گرامی (الیٰ) سے سائے کی نفی یقیناً عیب ہے اور نادانستگی میں اس کے کمالِ بشریت کی نفی کے مترادف ہے حفظنا اللہ تعالیٰ عن اعتقاد مالا یلیق بشان حبیبه الکریم“۔(رسالہ صفحہ ٨٩، کتاب صفحہ ١٧٦)

نیز ”ہم ایسے قبیح تصوّرات سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں مگر یہ نفیِ ظل کے دلائل کے لازمی نتائج ہیں“۔(رسالہ صفحہ ٩٠، کتاب صفحہ ١٧٨)۔

نیز ”آپ کا کہنا ہے کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان نہیں ہے“۔(رسالہ صفحہ ٧٢)

اقــولُ: ان عبارات کی رُو سے آپ کو ثبوت سایہ کا قائل ہونا ماننا لازم ہے ورنہ بہت بڑی خرابی لازم آئے گی۔ جسے جناب نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی عظمت کا انکار، حضور کے لیے عیب، کمال بشریت کی نفی کے مترادف، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیر لائق اور قبیح تصوّر قرار دیا ہے جو آپ کے بقول یہ نفیِ ظل کے لازمی نتائج ہیں۔

۲۲ تا ۲۳ نیز لکھا ہے: "اگر آپ کہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس) غیر شفاف تھا فھوالمطلوب لیکن اس صورت میں آپ کو سایہ ماننا پڑے گا"۔

(رسالہ صفحہ ۱۷)

اقولُ: یہ عبارت بھی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ آپ ثبوتِ سایہ کے نظریّہ کے حامل ہیں کیونکہ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے غیر شفاف منوانے کو اپنا مطلوب سمجھتے ہیں حیث قلت "فھوالمطلوب" جب کہ دوسرے مقام پر آپ یہ بھی صراحت کر چکے ہیں کہ سایہ ہونے نہ ہونے کا دارمدار جسم کے شفاف اور غیر شفاف ہونے پر ہی ہے۔ ملاحظہ ہو (رسالہ صفحہ ۷۸) نتیجہ واضح ہے۔

۲۴ نیز لکھا ہے: "تعجب کی جا ہے کہ بطور کنایہ جس ہستی کا سایہ سارے جہاں پر مانا جائے، اس سے حقیقی سائے کی نفی کر دی جائے"۔ (رسالہ صفحہ ۲۷)

۲۵ نیز "حیران کن بات یہ ہے کہ حقیقی سائے کی نفی کرنے والے کنایۃً اور مجازاً آپ کے لیے سایہ ضرور ثابت کرتے ہیں"۔ (رسالہ صفحہ ۸۸، کتاب ۱۷۵)

اقــــولُ: اگر جناب ثبوت سایہ کے قائل نہیں ہیں تو حقیقی سائے کے الفاظ نیز اس کی نفی کرنے والوں پر تعجب و حیرت کا اظہار چہ معنیٰ؟

۲۶ نیز لکھا ہے: "اگر بفرض محال یہ مان لیا جائے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا"

الخ۔(رسالہ صفحہ ۹۷ کتاب صفحہ ۱۷۶)

اقــولُ: اگر آپ ثبوت سایہ کے قائل نہیں ہیں تو ''سایہ نہیں تھا'' کے لیے ''بفرض محال'' کے لفظوں کا کیا مصرف ہوگا؟

۲۷ نیز لکھا ہے: ''یہ ہیں وہ وجوہات جن کی وجہ سے ہم جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر وانور کو سائے جیسی مظہر امان وعافیت اور علامت تسکین وآسائش چیز سے محروم قرار دینے میں فریق نہیں بن سکتے''۔

ملاحظہ ہو (رسالہ صفحہ ۹۱ کتاب صفحہ ۱۷۸)

اقــولُ: یہ بھی آپ کے سایہ کے قائل ہونے کا بیّن ثبوت ہے کیونکہ آپ اس میں نفیٔ ظل کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عیب اور قائلینِ نفی کو اپنا فریق بتا رہے ہیں بلکہ آپ کو سایہ کا قائل ہونا تسلیم کرنا لازم بھی ہے ورنہ آپ کو حضور کی طرف عیب کی نسبت کرنے والا ماننا پڑے گا جو کسی طرح صحیح نہیں۔

۲۸ نیز لکھا ہے: ''ہم نے بھی مسئلہ نفیٔ ظل میں اکابرین سے اختلاف ان کی تمام تر عظمتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا ہے''۔(رسالہ صفحہ ۹۲ کتاب صفحہ ۱۷۸)

اقولُ: یہ عبارت بھی مانحن فیه میں صریح ہے کہ آپ نے ''مسئلۂ نفیٔ ظل میں اکابرین سے اختلاف'' اس لیے کیا ہے کہ اس میں آپ کا نظریّہ وہ نہیں جو ان اکابرین کا ہے یعنی وہ عدم سایہ کے قائل اور آپ وجود سایہ کے نظریّہ کے حامی وحامل ہیں (وھو المقصود)۔

اس سلسلہ کی عبارات اور بھی پیش کی جاسکتی ہیں مگر سر دست ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جناب نے اپنے مضمون و رسالہ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دلائل نفی ظل کی تغلیط و تردید کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے لیے معاذ اللہ تاریک سایہ کے ہونے کا بھی کئی طریقوں سے اور بڑی شدومد کے ساتھ قول اور دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا آپ پر اپنے ان الفاظ کا واپس لینا لازم ہے کہ "سایۂ مصطفیٰ میں کہیں بھی میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا' میرا موقف صرف اتنا ہے کہ نفی ظل پر جو دلائل آج تک پیش کیے گئے ہیں وہ سب نقلاً وعقلاً ممنوع و منقوض ہیں"۔ واللہ الموفق۔

الجواب ثانیاً:

اس سے ہٹ کر مزید عرض ہے کہ کسی مسئلہ کے کسی پہلو کے دلائل کی بالکلیہ تردید وتغلیط کا مطلب اس کے برعکس اس کا اثبات وتسلیم کرنا ہی بنتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے عدیم الشریک نیز سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتنع النظیر ہونے پر جو دلائل آج تک پیش کیے گئے ہیں، وہ سب نقلاً وعقلاً ممنوع ومنقوض ہیں"۔

تو کوئی نہیں کہے گا کہ یہ شخص محض دلائل کی صحت سے انکار کرنا چاہتا ہے بلکہ یہی سمجھا جائے گا کہ یہ عدم شریکِ باری اور امتناع نظیر حبیب الٰہی کا قائل نہیں ہے اور یہ کہ وہ یہی کہنا چاہتا ہے کہ معاذ اللہ، اللہ کا شریک اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر موجود ہے نیز یہ کہ شریک ونظیر کے نہ ہونے کا نظریّہ بالکل خلاف واقعہ اور بوگس ہے۔

یہی صورت حال جناب کے زیر بحث مضمون ورسالہ کی بھی ہے کہ ان کا کوئی بھی قاری انہیں پڑھ کر ان سے یہ تاثر ہرگز نہیں لیتا کہ اس سے صرف دلائل عدم سایہ کی نفی مقصود ہے بلکہ یہی رائے بنتی ہے کہ حضرت مصنف کا مقصد یہ بتانا ہے کہ عدم سایہ کا نظریّہ معاذ اللہ غلط ہے، صحیح نظریّہ سایہ ہونے ہی کا ہے۔

الجواب ثالثاً (وحرف آخر):

اس سب سے قطع نظر اگر بفرض محال تھوڑی دیر کے لیے یہ مان لیا جائے کہ آپ نے سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا تو اس سے آپ پر اپنے موقف کی وضاحت کا لزوم تسلیم کرنا لازم

آئے گا کیونکہ اس صورت میں یہ جناب کا اس امر کا اقرار ہوگا کہ آپ نے نفسِ مسئلہ کے متعلق ابھی تک اپنا موقف بیان نہیں کیا۔

اگر یہ ہے تو چشم ما روشن، دلِ ما شاد۔

پس آپ پہلی فرصت میں مسئلۂ مبحث فیہا کے بارے میں اپنے موقف کی وضاحت فرمائیں کیونکہ اس کے بغیر بحث عبث ولا حاصل اور عقیم و بے نتیجہ رہے گی بلکہ اس کے بغیر بحث چل بھی نہیں سکتی اور نہ ہی وارد کردہ ''منوع ونقوض'' پر صحیح معنیٰ میں کچھ کہا جا سکتا ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ جواب واضح، غیر مبہم اور دوٹوک ہوتا کہ بار بار استفسار کی ضرورت نہ پڑے۔

اس سلسلہ کے وضاحت طلب امور حسبِ ذیل ہیں:

نمبر۱: کیا آپ کو صرف عدم سایہ کے دلائل کی صحت پر کلام ہے، ویسے آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے تاریک سایہ کے نہ ہونے کے قائل ہیں؟

بالفاظ دیگر آپ کا نظریّہ یہی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ پاک کا تاریک سایہ نہیں تھا البتہ ابھی تک آپ کو اس کی دلیل نہیں مل پائی جس کی تلاش میں کوشاں ہیں؟

نمبر۲: یا آپ، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اقدس کے لیے دیگر افرادِ انسانی کی طرح تاریک سایہ کے ہونے کے معتقد ہیں؟

نمبر۳: یا آپ، تاحال اس کی معتبر فی الباب دلیل کے ملنے تک اس میں متوقف (اور توقف اختیار کیے ہوئے) ہیں؟

فالمرجوّ من سماحتکم الاجابة الٰی ما یقتضیه المقام من کل ناحیة

باقی اس سلسلہ میں جن کتب کے مطالعہ وغیرہ کا جناب نے مشورہ عنایت فرمایا ہے؟ تو آپ نے یقیناً بہتر ہی سوچا ہوگا لیکن جب علم وتحقیق کے اصولوں پر چل کر ہی بات کرنی ہے تو اصل ماٰخذ سے ہٹ کر کسی اور طرف جانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ فقط۔

والسلام خیر الختام

خیر اندیش

آپ کا عبد المجید سعیدی بقلمہ

از جامعہ غوثِ اعظم رحیم یار خان، پنجاب، پاکستان

(۵/ جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱/ فروری ۲۰۱۹ء

بروز ایمان افروز و باطل سوز دوشنبہ مبارکہ)

مکتوب نمبر۲ قاضی صاحب

بجواب

مکتوب نمبر۲ سعیدی

۷۸۶

قاضی عبدالدائم دائم

سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجدّدیہ — تاریخ ۲۵-۰۹-۲۰۱۹

ہری پور ہزارہ — حوالہ نمبر ________

مبسملا ومحمدلا ومصلیا ومسلما

قاضی عبدالدائم دائم کی طرف سے محقق ومدقق جناب مفتی صاحب کی
کی خدمت اقدس میں

عالیجاہ! نظریہ نفی ظل پر اُن اعتراضات کی وجہ سے جو سایۂ مصطفیٰ میں مذکور ہیں، میں اس مسئلے میں متوقف ہوں ___ جب تک ان سوالات کے اطمینان بخش جوابات نہیں مل جاتے۔

اگر میں ظل کا مدعی ہوتا تو صاف لفظوں میں یہ دعویٰ کرتا، پھر اس پر دلائل پیش کرتا۔ سایۂ مصطفیٰ میں نہ کہیں یہ دعویٰ ہے نہ اس پر کوئی دلیل دی گئی ہے، البتہ آپ نے میری بعض عبارات سے اس دعویٰ کا استنباط کیا ہے اور وہ سارے ہی استنباطات میرے لیے باعثِ حیرت ہیں۔ مثلاً میری جس عبارت سے آپ

نے شدومد کے ساتھ یہ دعویٰ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے"سایہ نہ ہونے کی امکانی صورت کیا ہوگی؟"

محترم! یہ تو ایک استفسار ہے"امکانی صورت کیا ہوگی؟" آپ وہ امکانی صورت بیان کردیں' اعتراض ازخود ختم ہوجائے گا۔اس میں ظل کا اثبات کہاں سے نکل آیا؟ ہاں! اگر میں نے یہ لکھا ہوتا کہ اس کی امکانی صورت کوئی نہیں ہے' تو پھر بھی کوئی بات تھی!

باقی تمام عبارات کی بھی یہی صورت ہے۔ کہیں احتمالات وامکانات کو دعویٰ بنادیا گیا ہے اور کہیں لوازمات وتعقیبات کو میرا نظریّہ فرض کرلیا گیا ہے۔

اگر دو احتمالات پیش کرکے کہا جائے کہ اگر آپ یہ شق اختیار کریں گے تو یہ لازم آئے گا___ اس کا جواب یہ ہوگا کہ یہ لازم نہیں آتا کیونکہ___ نہ یہ کہ اس شق کو ہی دعویٰ بنادیا جائے۔ بالخصوص اس صورت میں جب کہ ھوالمطلوب کا تعلق شق کے ساتھ ہو' نہ کہ لازم کے ساتھ۔

کسی کے نظریّے سے اتفاق نہ کرنے' اس پر پیدا ہونے والے اعتراضات کو کھل کر بیان کرنے اور اس میں فریق نہ بننے سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ معترض کا تعلق اس کے متضاد نظریّے والے فریق سے ہے؟

جو شخص ابوطالب کی موت علی الکفر کے دلائل سے مطمئن نہ ہو' کیا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ قائلین موت علی الایمان سے اتفاق کرے؟ آخر توقف بھی کوئی چیز ہے کہ نہیں___؟ اکابر سے تو متعدد مسائل میں توقف منقول ہے۔

مجھ جیسے عاجز ومسکین ارادت مند کی بیچاری وخستہ حال عبارات کے

ساتھ خدارا یہ رویّہ تو نہ اپنائیں میرے حضور!

اگر ایسے ہی قیاسات و ماخوذات کو بنیاد بنا کر آپ نے جواب لکھنا ہے تو اللہ' بسم اللہ' چشمِ ماروشن' دل ماشاد' لیکن اس صورت میں یہ آپ کے اخذ کردہ نتائج کا جواب ہوگا' نہ کہ سایۂ مصطفیٰ کا۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور جس لگن سے آپ نظریاتِ اہلِ سنّت کی تبلیغ و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں' اس میں ہر قدم پر تائیدِ الٰہی اور عنایت نبوی آپ کی مدد و معاون ہو' آمین۔

عرب ممالک کے تبلیغی دورے اور اس کے بعد عمرے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے پابہ رکاب ہوں' دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ سفر خالص اپنی رضا کے لیے بنائے اور حرمین شریفین کی باادب حاضری نصیب فرمائے' کتابوں کا گراں بہا تحفہ مل گیا ہے۔ شکریہ۔ والسلام۔

محلّہ عیدگاہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن ہری پور ہزارہ

0995-614949

0995-627070

مکتوب نمبر۳ سعیدی

بجواب

مکتوب نمبر۲ قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم وآلہٖ وصحبہ وتبعہ اجمعین

صاحب السموّ والعلوّ فضیلۃ الشیخ جناب قاضی صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ باسمہ الدائم دائماً علیٰ جنبہ وقاعداً وقائماً

بعد ماھو المسنون من التحیات

کل سنۃ وانتم طیبون

خلاصۃ المرام آنکہ مکتوب گرامی موصول ہوکر کاشف مافیہ ہوا

جواب پہلی فرصت میں روانہ ہے

فاقول وباللہ التوفیق۔ جناب نے جواب کے عنوان سے والا نامہ تو مرحمت فرمایا ہے مگر افسوس کہ فقیر کا عریضہ مطلوبہ امور کے جوابات سے بالکلیہ تشنہ رہا ہے

- تفصیل حسب ذیل ہے:

تازہ فرمائیں، آپ نے اپنے مکتوب اوّل میں لکھا تھا کہ: ''سایۂ مصطفیٰ میں کہیں بھی میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا

سایہ تھا۔ میرا موقف صرف اتنا ہے کہ نفیِ ظل پر جو دلائل آج تک پیش کیے گئے ہیں وہ سب نقلاً وعقلاً ومنقوض ہیں''۔ (مکتوب نمبر۲ سطر نمبر۱۴)

جس کے جواب میں فقیر نے آنجناب کی کتاب ورسالہ سے ملی جلی طرز کی دو درجن سے زائد آپ کی ایسی عبارات پیش کی تھیں جن سے آپ مذکورہ بالا ارشاد کے برعکس مختلف طرق سے اس کا ٹھوس ثبوت ملتا ہے جن کا خلاصہ حسب ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ :

- ''ہمارے مطابق یہ قطعی طور پر ایسی بات ہے جس کے مطابق واقعہ ہونے سے خود آپ کی کتاب اور رسالہ کے بے شمار مندرجات ابا کرتے ہیں کیونکہ آپ نے ان دونوں میں جابجا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے لیے معاذ اللہ تاریک سایہ ہونے کو اپنا موقف، اپنا نظریّہ، نئی اچھوتی تحقیق، محدّ ثانہ اصول وضوابط کے عین مطابق، حضور کے عوارض بشریّہ سے اور آپ کے لیے عظمت ہی عظمت بتایا اور سایہ نہ ہونے کو غیر ثابت، بے اصل، بے حقیقت، خودساختہ، عجب قصّہ، ناممکنات سے اور محال، نیز حضور کے لیے عیب، غیر شایانِ شان، کمال بشریت کی نفی کے مترادف، قبیح تصوّرات کا مجموعہ، تعجب خیز اور حیرت انگیز کہا اور سایہ نہ ماننے والوں کو اپنا مخالف فریق قرار دیا ہے۔ نیز یہ کہ یہ آپ کا ایسا حتمی فیصلہ ہے کہ جس میں کچھ لچک نہیں ہے۔ بناءً علیہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے حضور کا سایہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور آپ کا مقصد محض دلائل نفی کی تغلیط وتردید ہے؟ ہاں یہ اور بات

ہے کہ مقصد کو ادیبانہ اور صحافیانہ طرز وطریقہ سے بیان کرکے پیغام آگے بڑھایا گیا ہے"۔

اس کے بعد اس خلاصہ میں مذکور آپ کی ایک ایک بات کو آپ کی عبارات سے من وعن دکھایا گیا ہے۔

ملاحظہ ہو (فقیر کا مکتوب۲ محررہ ۵/جمادی الاخرہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۱۹ بروز دوشنبہ)۔

- نیز ایک مثال کے ذریعہ یہ بھی واضح کیا تھا کہ کسی مسئلہ کے کسی پہلو کے دلائل کی بالکلیہ تردید وتغلیط کا مطلب اس کے برعکس کا اثبات وتسلیم کرنا ہی بنتا ہے (الیٰ) یہی صورت حال جناب کے زیر بحث مضمون ورسالہ کی بھی ہے کہ ان کا کوئی بھی قاری انہیں پڑھ کر ان سے یہ تأثر ہرگز نہیں لیتا کہ اس سے صرف دلائل عدم سایہ کی نفی مقصود ہے بلکہ یہی رائے بنتی ہے کہ حضرت مصنف کا مقصد یہ بتانا ہے کہ عدم سایہ کا نظریّہ معاذ اللہ غلط ہے" صحیح نظریّہ سایہ ہونے ہی کا ہے"۔

ملاحظہ ہو (فقیر کا مکتوب مذکور صفحہ ۴)

- نیز "حرف آخر" کے طور پر فقیر نے لکھا تھا کہ آپ کی اس بات (دعویٰ نہیں کیا) کو مان لینے کی صورت میں یہ جناب کا اس امر کا اقرار ہوگا کہ آپ نے نفسِ مسئلہ کے متعلق ابھی تک اپنا موقف بیان نہیں کیا۔ اگر یہ ہے تو چشمِ ماروشن' دل ماشاد۔ پس آپ پہلی فرصت میں مسئلۂ مبحث فیہا کے بارے میں اپنے موقف کی وضاحت فرمائیں کیونکہ اس بغیر بحث' عبث ولا حاصل اور عقیم و بے نتیجہ رہے گی بلکہ اس کے بغیر بحث چل بھی نہیں سکتی اور نہ ہی وارد کردہ "منوع

ونقوض''، پر صحیح معنٰی میں کچھ کہا جا سکتا ہے''۔

اور ساتھ ہی یہ بھی گزارش کی تھی کہ اس کے لیے ضروری ہے کہ جواب واضح، غیر مبہم اور دوٹوک ہوتا کہ بار بار استفسار کی ضرورت نہ پڑے''۔

ملاحظہ ہو (فقیر کا مکتوب مذکور صفحہ ۵)

- خلاصہ یہ کہ آپ کے زیر بحث ارشاد کے جواب میں تین مختلف النوع گزارشات پیش کی تھیں لیکن جناب نے ان میں سے کسی ایک کا بھی صحیح ومعیاری جواب عنایت فرمانے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ یعنی جناب کی جلوہ گر ہونے والی اس تحریر کو کوئی بھی منصف مزاج ذی علم فقیر کی ان معروضات کا جواب باصواب نہیں کہہ سکتا۔ کچھ تفصیل پیش خدمت ہے:

- چنانچہ جناب نے اپنی زیر بحث عبارت (.....دعویٰ نہیں کیا.....) کا جواب اس طرح سے دیا ہے کہ الفاظ کی کچھ تبدیلی سے اس کی دہرائی فرمادی ہے آپ کے لفظ ہیں: ''اگر میں ظل کا مدعی ہوتا تو صاف لفظوں میں یہ دعویٰ کرتا، پھر اس پر دلائل پیش کرتا۔ سایۂ مصطفیٰ میں نہ کہیں یہ دعویٰ ہے نہ اس پر کوئی دلیل دی گئی ہے''۔

حالانکہ یہ وہ بات ہے جس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ پس اس کا اعادہ کرنا محض فارمیلیٹی کے پورا کرنے کے مترادف ہے۔

مزید سر دست اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اگر اس سے جناب کی مراد یہ ہے کہ بہ ہئیت کذائیہ مذکورہ الفاظ سے آپ نے ثبوت ظل کا دعویٰ کر کے اس کے دلائل نہیں دیئے تو یہ لائق تسلیم ہے لیکن اگر یہ مراد ہے کہ آپ ثبوت ظل کے

قائل ہی نہیں ہیں تو یہ محلّ نظر ہے کیونکہ کسی امر کے بارے میں دعویٰ ذکر نہ کرنا اس کے متعلق نظریّہ نہ ہونے کو مستلزم نہیں جیسا کہ آیت کریمہ "قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب" الآیۃ کے حوالہ سے اجلّہ علماء اہل سنّت کا قول ہے کہ اس میں نفیِ دعویٰ مقصود ہے (کما لا یخفٰی علی احد من اہل العلم)

علاوہ ازیں یہ خلاف واقعہ بھی ہے جو آپ کی عبارات کے بے شمار الفاظ سے واضح ہے ورنہ عدم سایہ کے مسئلہ کو غیر ثابت، بے اصل، بے حقیقت، ناممکن و محال بلکہ حضور کے لیے عیب، غیر شایانِ شان، کمال بشریت، کی نفی کے مترادف، قبیح تصورات کا مجموعہ کہنا نیز ثبوت ظل کے لیے اپنے موقف و نظریّہ کے الفاظ استعمال کرنا اور اسے حضور کی عظمت ہی عظمت اور آپ کے عوارض بشریّہ سے شمار کرنا چہ معنٰی؟ خدارا انصاف۔

حوالہ جات کے لیے ملاحظہ ہو (فقیر کا مکتوب مذکور)۔

علاوہ بریں جب آپ کی یہ تحریر ہے ہی ثبوت سایہ کے نظریّہ کی تائید و تقویت کے لیے تو دعویٰ تو ہو گیا اگرچہ ضمناً اور سرّ دلبراں وغیرہ کے طرز پر ہی سہی ہاں البتہ آپ یوں کہہ سکتے ہیں (جو ایک صحیح اور آسان صورت بھی ہے) کہ آپ کا اب نیا موقف یہ ہے کہ ثبوت ظل آپ کا دعویٰ نہیں۔

اس سے آپ کی سابقہ عبارات مرجوع عنہا بن جائیں گی نیز آپ کا کلام بھی منضبط ہو جائے گا لیکن یہ تو آپ کے شایان شان نہیں ہے کہ آپ سرے سے اپنی کہی اور لکھی ہوئی بات سے ہی انکار فرما دیں۔

- جب کہ ہماری پیش کردہ اپنی عبارات کا آپ نے جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ سے منسوب کیا گیا ثبوت ظل کا یہ دعویٰ ہماری طرف سے محض آپ کی عبارات سے استنباط شدہ ہے۔ کہیں احتمالات و امکانات کو دعویٰ بنا دیا گیا ہے اور کہیں لوازمات و تعقیبات کو آپ کا نظریّہ فرض کیا گیا ہے جو آپ کے لیے باعث حیرت ہے (ملخّصاً از مکتوب حالی شما)۔

اقــول : جواب یہ ہے کہ ہماری پیش کردہ سب عبارات کو بیان کردہ صورتوں سے منسلک کرنا قطعی طور پر واقعہ کے خلاف ہے۔ عبارات دوبارہ ٹھنڈے دل سے ملاحظہ کی جائیں۔ پھر اگر یہ ایسے ہی ہے تو تمام عبارات کا ایک ایک کر کے جواب دینے سے عدول کیوں فرمایا ہے؟

پھر بھی اسی پر اصرار ہو تو ازراہِ کرم ایک تکلیف فرمائیں، وہ یہ کہ ان عبارات کو اس طرح سے اپنے اس جواب پر منطبق کر کے دکھائیں کہ ان کا ثبوت ظل سے متعلق ہونے کے امر کا غلط ہونا واضح ہو جائے جب کہ کچھ عبارات اگر احتمالات وغیرہا والی ہوں بھی تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ ثبوت مدّعا کے لیے ایک عبارت بھی کافی ہے۔

نیز یہ اصول مسلمہ ہے کہ کلامِ علماء میں مطلق، مقید پر محمول ہوتا ہے۔ نیز بائن کے ساتھ رجعی صریح بھی بائن ہو جاتی ہے۔ نیز کچھ عبارات سے مدّعا کے ثبوت ہو جانے کے بعد دوسرا احتمال خود بخود کالعدم قرار پا جائے گا۔

- رہا آپ کا ارشاد کہ: ''اگر دو احتمالات پیش کر کے کہا جائے کہ اگر آپ یہ شق اختیار کریں گے تو یہ لازم آئے گا.... اس کا جواب یہ ہوگا کہ یہ لازم نہیں

آ تا کیونکہ.....نہ یہ کہ اس شق کو ہی دعویٰ بنا دیا جائے بالخصوص اس صورت میں جب کہ هو المطلوب کا تعلق شق کے ساتھ ہو نہ کہ لازم کے ساتھ"۔(آپ کا مکتوب حالی؟)۔

اقــول : جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت ہے جب آپ بلا استثناء بالکلیہ ان تمام عبارات کا ایسا ہی ہونا ثابت فرما دیں جو آپ نہیں کر پائے اور آئندہ بھی بہت مشکل ہے۔ بے شک تکلیف فرما کر دیکھ لیں۔ اس میں کچھ تفصیلات وہی ہیں جو اس سے پہلے کی بحث میں ابھی گزری ہیں۔

- باقی یہاں جو آپ نے حسب بالا اس کی مثال کے طور پر یہ لکھا ہے کہ :

"مثلاً میری جس عبارت سے آپ نے شدومد کے ساتھ یہ دعویٰ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ سایہ نہ ہونے کی امکانی صورت کیا ہوگی"؟

محترم! یہ تو ایک استفسار ہے"امکانی صورت کیا ہوگی"۔ آپ وہ امکانی صورت بیان کر دیں اعتراض از خود ختم ہو جائے گا۔اس میں ظل کا اثبات کہاں سے نکل آیا؟ ہاں! اگر میں نے یہ لکھا ہوتا کہ اس کی امکانی صورت کوئی نہیں ہے تو پھر بھی کوئی بات تھی!"

اس سے آگے لکھا ہے کہ"باقی تمام عبارات کی صورت بھی یہی ہے"۔

(آپ کا پیش نظر مکتوب)؟

اقــــول : اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے آپ اپنا مدّعا ثابت نہیں کر پائے کیونکہ آپ نے دکھانا یہ تھا کہ آپ کی یہ عبارت آپ کے مدعیٔ ظل ہونے کی دلیل نہیں جو نہیں دکھا سکے جب کہ آپ کی اس عبارت پر میرا جو سوال تھا آپ نے

اسے چھوا ہی نہیں، جواب دینا تو بعد کی بات ہے۔ الغرض آپ نے کانٹ چھانٹ فرمائی جس سے اس کا حلیہ بگڑ گیا اور اصل بات پردۂ خفا میں چلی گئی۔

میں نے یہ لکھا تھا کہ جناب (آپ قاضی دائم صاحب) نے لکھا ہے کہ سایہ نہ ہونے کی محض دوصورتیں ہیں پھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان دونوں صورتوں میں سے کسی کے پائے جانے کی تردید کی۔ نیز جناب نے ایک مقام پر یہ بھی لکھا تھا کہ ''اگر بفرض محال یہ مان لیا جائے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا''۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مکتوب فقیر صفحہ ۴)

پھر اسی تناظر میں یہ لکھ دیا ''آپ کا سایہ نہ ہونے کی امکانی صورت کیا ہوگی''؟

جس کا واضح مطلب یہ بن گیا کہ جناب کے نزدیک بدن نبوی کا سایہ نہ ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ یہ محالات سے ہے۔ بتایئے آپ نے اس کا جواب کہاں دیا ہے۔ بالفاظ دیگر آپ کے کون سے الفاظ اس کا جواب ہیں؟

لہٰذا آپ کا اسے استفسار کہہ کر آگے گزر جانا بھی کچھ مفید نہیں کیونکہ یہ بصورت استفسار عدم سایہ کی امکانی صورتوں کے پائے جانے کی تردید ہے۔ ''امکانی صورت کیا ہوگی''؟ یعنی کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی۔

بناءً علیہ آپ کا یہ سوال بھی لایعنی ہوگیا کہ آپ وہ امکانی صورت بیان کردیں، اعتراض از خود ختم ہوجائے گا؟

مزید یہ کہ ابھی تو آپ مجیب اور ہم سائل ہیں، سلب منصب نہ فرمائیں، مبادیات جو طے ہورہی ہیں نتیجہ پر پہنچ جائیں پھر جو ہمارے ذمہ بنے گا ان شاء

اللہ خادم ہیں۔

- رہا یہ کہ ''اس میں ظل کا اثبات کہاں سے نکل آیا''؟

جواب یہ ہے کہ جب آپ نے سایہ نہ ہونے کی محض دوصورتیں قرار دیں اور عدم سایہ کو محال بتا کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں کی نفی کر دی تو اثبات تو ہو گیا۔

- رہا یہ ارشاد کہ ''اگر میں نے یہ لکھا ہوتا کہ اس کی امکانی صورت کوئی نہیں ہے تو پھر بھی کوئی بات تھی؟

جواب میں عرض ہے کہ یہ تفنّن کلام ہے ایک ہی بات کو مختلف طریقوں سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ الفاظ بے شک مختلف ہیں لیکن مفہوماً تو دونوں ایک ہی ہیں لہٰذا لامحالہ کوئی بات ضرور ہے۔

- رہا آپ کا یہ فیصلہ کہ ''باقی تمام عبارات کی صورت بھی یہی ہے''؟

تو

اوّلاً: یہ آنجناب کی تصریح ہے کہ اس ایک (پیش نظر) عبارت کے سوا باقی تمام عبارات میں سے کسی کو بھی آپ نے جواب کے لیے نہیں چھیڑا۔

ثانیاً: باقی تمام عبارات کی یہی صورت کہنا بھی مطابق واقعہ نہیں کیونکہ آپ نے پیش نظر عبارت کے بارے میں لکھا ہے ''محترم! یہ تو ایک استفسار ہے''۔

مطلب یہ بنے گا کہ باقی سب عبارات بھی استفسار پر مبنی ہیں جو قطعاً خلاف واقعہ ہے۔ موازنہ فرما لیں۔

اگر مدعیٔ ظل نہ ہونے کے مفہوم کے حوالہ سے قدر مشترک مراد ہو کہ باقی عبارات بھی اسی طرح کی ہیں تو یہ بھی خلاف واقعہ ہے کیونکہ بیشتر عبارات دعویٰ ظل میں صریح ہیں۔

علاوہ ازیں جب ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی یہ پیش نظر عبارات ثبوت ظل کی دلیل ہیں اور وہ ایک حقیقت ثابتہ ہے تو لامحالہ آپ کے ارشاد "باقی تمام عبارات کی صورت بھی یہی ہے" کا صاف صاف مطلب یہی بن جائے گا کہ وہ بھی اس عبارت کی طرح ثبوت ظل ہی کے لیے ہیں۔

- اس تفصیل سے جناب کے اس ارشاد کا بھی جواب ہو گیا کہ "اگر ایسے ہی قیاسات وما خوذات کو بنیاد بنا کر آپ نے جواب لکھا ہے تو اللہ بسم اللہ چشم ماروشن دل ماشاد لیکن اس صورت میں یہ آپ کے اخذ کردہ نتائج کا جواب ہوگا نہ کہ سایۂ مصطفیٰ کا"۔

اقــــول: وجہ یہ کہ چونکہ آپ کا مدّعی ومؤید ظل ہونا ایک ناقابل تردید حقیقت ثابتہ ہے اس لیے اس حوالہ سے ہمارا کلام غیر متعلق نہیں بلکہ بالکل بجا اور اپنے صحیح مصرف ہی پر شمار ہوگا (یعنی ثبوت ظل کی شق پر بحث کی ضرورت پڑی تو)

- پھر محض قیاسات کو بنیاد بنا کر جواب لکھنا ہوتا تو جناب سے وضاحت طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی لیکن افسوس یہ ہے کہ جو بات ماننے کی ہے اسے تسلیم کر لینے کی بجائے آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"مجھ جیسے عاجز ومسکین ارادت مند کی بے چاری وخستہ حال کی عبارات کے ساتھ خدارا یہ رویّہ تو نہ اپنائیں میرے

حضور"۔

جس کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ رحمت فرمائے' حضرت آپ بھی تو کرم نوازی فرمائیں کہ جو باتیں آپ نے خود لکھی ہیں اور "کل امری بما کسب رھین" کے پیش نظر ان کے ذمّہ دار بھی ہیں تو اللہ کے واسطے اور نبی کے صدقے کم از کم ان کی ذمّہ داری تو قبول فرمائیں۔ مجھ بے قصور پر تو نہ ڈالیں

ع اے بادصبا ایں ہمہ آوردۂ تست

- ہمارا یہ مدّعا آپ کی اس پیش نظر عبارت کے ان الفاظ سے بھی ظاہر ہے "نہ کہ سایہ مصطفیٰ کا"۔

کیونکہ اگر اس سے مراد امر سایہ ہے تو آپ اس سے دعویٰ ثبوت سایہ کو مان گئے ہیں اور اگر اس سے مراد آپ کا مضمون ورسالہ ہے تو آپ نے اپنی کتاب اور رسالہ دونوں میں اس عنوان سے اوپر اور نیچے جو تعارفی الفاظ لکھے ہیں' وہ اس معنیٰ کے لیے متعین ہیں کہ یہ مضمون ورسالہ ظل کے ثبوت اور عدم ظل کی تردید وتغلیط کے مقصد سے تحریر کیا گیا ہے (تفصیل فقیر کے مکتوب میں دیکھی جاسکتی ہے)۔

خلاصہ یہ کہ جناب کا اپنے مکتوب اوّل میں یہ تأثر دینا کہ آپ ثبوت ظل کے مدّعی ومؤیّد نہیں ہیں' محلّ نظر اور حقائق کے بالکل برعکس ہے۔

- آپ کی زیر بحث عبارت مکتوب اوّل (دعویٰ نہیں کیا) کے متعلق ہماری دوسری گزارش (جس کی تفصیل شروع میں آچکی ہے) کا جواب آپ نے یہ دیا ہے کہ:

’’کسی نظریّے سے اتفاق نہ کرنے‘ اس پر پیدا ہونے والے اعتراضات کو کھل کر بیان کرنے اور اس میں فریق نہ بننے سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ معترض کا تعلق اس کے متضاد نظریئے والے فریق سے ہے‘‘؟

جواباً عرض ہے کہ معاملہ جب محض عدم اظہار اتفاق‘ یا محض بغرض استفہام اعتراضات کے بیان یا محض فریق نہ بننے کے اعلان کی حد تک نہ ہو بلکہ تمام حدیں پار کر کے متضاد نظریئے کی تائید وتقویت بھی ساتھ ہو اور انداز بھی نیاز مندانہ کی بجائے جارحانہ ہو تو ایسے معترض کا تعلق ضرور متضاد نظریئے والے فریق سے ہو گا اس لیے یہ محض بات بنانے والا امر ہے اور عذر برائے عذر۔

پس جناب نے چونکہ عدم سایہ کے مسئلہ پر بے اصل‘ بے حقیقت‘ ناممکن ومحال‘ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عیب‘ غیر شایانِ شان‘ کمال بشریت کی نفی اور قبیح تصوّرات کا مجموعہ ہونے کے حکم لگائے ہیں‘۔ نیز ثبوت سایہ کے لیے اپنا موقف ونظریہ اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عظمت ہی عظمت‘ عوارض بشریّہ سے کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

نیز قائلین نفی کو اپنا مخالف فریق قرار دیا ہے اس لیے مسئلہ ہٰذا میں آپ کا تعلق آپ کے لفظوں میں ضرور متضاد نظریئے والے فریق سے ہے۔ (مکمل باحوالہ تفصیل کے لیے تازہ فرمایئے فقیر کا مکتوب دوم)

- یہاں سے حسب مقام مثال دیتے ہوئے آپ نے لکھا ہے:

’’جو شخص ابو طالب کی موت علی الکفر کے دلائل سے مطمئن نہ

ہو، کیا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ قائلین موت علی الایمان سے اتفاق کرے؟ آخر توقف بھی کوئی چیز ہے کہ نہیں....؟ اکابر سے تو متعدد مسائل میں توقف منقول ہے"۔

جواباً عرض ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب وہ دلائل سے غیر مطمئن ہونے کی حد تک ہو لیکن اگر اس سے موت علی الایمان کی تائید اور موت علی الکفر کی مخالفت اور اس کے قائلین کو اپنا فریق کہنا ثابت ہو تو وہ قائلین موت علی الایمان سے شمار ہوگا۔ اس صورت میں توقّف نہیں سمجھا جائے گا۔

آپ سے چونکہ نفس مسئلہ میں اس طرح کا سب کچھ ثابت ہے (کما مرّ مراراً) تو توقّف کی صورت نہ رہی۔

باقی جن اکابر سے جن مسائل میں توقّف منقول ہے وہ توقف ہی کی حد تک ہے اس لیے اس کو یہاں لانا بالکل بے جا ہے۔

علاوہ ازیں آپ کے مکتوب کے جواب سوم میں فقیر از خود آپ سے یہ استفسار کر چکا ہے (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ آپ نے ثبوت ظلّ کا دعویٰ ذکر کیا یا نہیں کیا؟ اس سے قطع نظر اپنا موقف بیان کرتے ہوئے مسئلہ ہٰذا کے بارے میں اپنے نظریّہ کی تفصیل بتا دیں کہ آپ اس حوالہ سے قائل نفی ہیں یا قائل ثبوت یا متوقّف؟

یعنی یہ ایسا امر ہے جو میں اپنے اسی مکتوب میں واضح کر چکا ہوں کہ بعض مسائل میں توقف کا ہونا بھی ممکنات سے ہے۔ تو آپ نے اس کے برعکس کو کس انصاف کی بنیاد پر مجھ سے منسوب فرمایا ہے؟

- ہماری تیسری گزارش (جس کی تفصیل اس مکتوب کے شروع میں بھی گزری ہے' اس) کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ :

"عالیجاہ! نظریۂ نفیِ ظلّ پر' ان اعتراضات کی وجہ سے جو سایۂ مصطفیٰ میں مذکور ہیں' میں اس مسئلے میں متوقف ہوں۔ . . . . . جب تک ان سوٴالات کے اطمینان بخش جوابات نہیں مل جاتے"۔

جواباً عرض پرداز ہوں کہ جناب والا! متوقف ہونے کی بات اس وقت درست تھی جب آپ ثبوت ظل کی تائید نہ کر چکے ہوتے اور وہ بھی انتہائی بھرپور طریقہ سے۔ جب کہ معاملہ قطعی طور پر اس کے برعکس ہے۔ لٰہذا جناب کا یہ ارشاد یقیناً محلّ نظر ہے۔

علاوہ ازیں آپ کا یہ جواب انتہائی غیر واضح بھی ہے اور اس کے متعلق میں نے جو تفصیل پوچھی تھی' وہ بالکل مفقود ہے۔

یاد فرمائیں اس حوالہ سے میں نے یہ تفصیل پوچھی تھی کہ :

نمبر۱: کیا آپ کو صرف عدم سایہ کے دلائل کی صحت پر کلام ہے' ویسے آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے تاریک سایہ کے نہ ہونے کے قائل ہیں؟

بالفاظ دیگر آپ کا نظریّہ یہی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد پاک کا تاریک سایہ نہیں تھا البتہ ابھی تک آپ کو اس کی دلیل نہیں مل پائی جس کی تلاش میں کوشاں ہیں؟

نمبر۲: یا آپ' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے لیے دیگر افرادِ انسانی کی طرح تاریک سایہ کے ہونے کے معتقد ہیں؟

نمبر۳: یا آپ تا حال اس کی معتبر فی الباب دلیل کے ملنے تک اس میں متوقف (اور توقف اختیار کیے ہوئے) ہیں؟

بناءً علیہ دیگر کسی امر کا جواب دیں نہ دیں' یہ آپ پر ہے (کہ کار بدست مختار) لیکن بحث کے اس آخری حصّہ کا مطلوبہ جواب دینا بہرحال جناب کے فرائض منصبی سے ہے کہ اس کے بغیر مسئلہ کا حل ناممکن ہے۔

لٰہذا مذکورہ بالا تفصیل کا خیال رکھتے ہوئے وضاحت فرمائیں کہ:
آپ سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے لیے
تاریک سایہ کے مسئلہ کے کس پہلو کے بارے میں متوقف
ہیں' تاریک سایہ کے ہونے میں یا نہ ہونے میں یا دونوں میں؟
یا اس کی دونوں شقوں یا کسی ایک شق (مع التعیین) کے صرف
دلائل معتبرہ فی الباب کے ثبوت میں آپ متوقف ہیں؟
مکرّر عرض ہے کہ جواب مکمل اور غیر مبہم ہو۔ اعظم اللہ جزاء کم۔

• دعائیں دیتے ہوئے آپ نے ارقام فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور جس لگن سے آپ نظریّاتِ اہل سنّت کی تبلیغ و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں' اس میں ہر قدم پر تائیدِ الٰہی اور عنایتِ نبوی آپ کی ممد و معاون ہو' آمین''۔

اقول: پیش نظر مسئلہ بھی یقیناً اس دعاء میں شامل ہوگا اور ہونا چاہیے۔

شکراً جزیلاً۔

• ارشاد ہے: ”عرب ممالک کے تبلیغی دورے اور اس کے بعد عمرے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے پا بہ رکاب ہوں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ سفر خالص اپنی رضا کے لیے بنائے اور حرمین شریفین کی باادب حاضری نصیب فرمائے“۔

اقولُ: آمین بجاہ حبیبه الکریم و نبیّه الامین صلی اللہ علیه وعلی آلهٖ وصحبهٖ وتبعه اجمعین وبہ سلامت روی و باز آئی۔

قولکم ”کتابوں کا گراں بہا تحفہ مل گیا ہے۔ شکریہ“۔

اقولُ: آپ کا ارسال فرمودہ قند سعدی بھی موصول ہو گیا ہے۔ احسن اللہ جزاء کم۔

• مزید ایک چھوٹا سا رسالہ مرسل خدمت ہے

ع گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

نوٹ: آپ کے مکتوب ہٰذا نیز سابق میں ”سایۂ مصطفیٰ“ کی ترکیب میں کئی جگہوں پر صیغ درود و سلام نہیں لکھے یاد دلانا مقصود ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

• بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بیرونی دورہ (جس کا آپ کے مکتوب ہٰذا میں ذکر ہے) کے لیے جناب کی روانگی ۱۰/۳/۲۰۱۹ کو ہونی ہے بناءً علیہ عریضہ ہٰذا کا جواب اس سے قبل ہی ارسال ہو جائے تو بہتر ہو گا۔

• قلم برداشتہ لکھا ہے' الفاظ کی کمی بیشی عین ممکن ہے۔

• ”قلت فی آخر الکلام“ ”والسلام“

اقول والسلام خیر الختام فقط

کتبہ الفقیر عبد المجید سعیدی رضوی بقلمہ

از رحیم یار خان (پنجاب پاکستان)

(۲۶/جمادی الآخرہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۴/مارچ ۲۰۱۹ء بروز ایمان افروز و باطل سوز دوشنبہ مبارکہ)

مکتوب نمبر ۳ قاضی صاحب

بجواب

مکتوب نمبر ۳ سعیدی

۷۸۶

قاضی عبدالدائم دائم

سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجدّدیہ — تاریخ ۲۰۱۹-۰۴-۰۸

ہری پور ہزارہ — حوالہ نمبر ________

مبسملا ومحمد لا ومصلیا ومسلما

قاضی عبدالدائم دائم کی طرف سے گرامی قدر' والا شان' عالی جناب مفتی صاحب کی طرف۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سفر عمرہ سے بحمداللہ واپس آ گیا ہوں۔ آپ کی مستجاب دعا کے طفیل بسلامت رفتم وباز آمدم۔ فجزاکم اللہ خیرا۔

واپسی پر آپ کے علمی مکتوب کا شرف حاصل ہوا۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ خط لکھنے سے میری جان جاتی ہے اس لیے مختصراً گزارش ہے کہ میں نفی ظل اور اثبات نفی ظل دونوں میں متوقف ہوں۔ نفی ظل میں اس لیے کہ اس کے نقلی دلائل غیر مستند ہیں اور عقلی دلائل ممنوع ومنقوض ہیں اور اثبات ظل میں اس لیے کہ اس پر کوئی نقلی دلیل سرے سے موجود ہی نہیں' البتہ اس میں عقلی استحالہ کوئی

نہیں ہے مگر اتنی سی بات عقیدے کی بنیاد نہیں بن سکتی کیونکہ عقیدے کے لیے مستند نقلی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ مفقود ہے۔ چونکہ نفی ظل کے متعدد اکابر قائل ہوئے ہیں اس لیے سایہ مصطفیٰ میں اس پر تفصیلی نقد و جرح کی گئی ہے' جب کہ اثبات ظل کا اکابر میں سے کوئی بھی قائل نہیں ہے اس لیے اس پر گفتگو کرنا مرے کو مارے شاہ مدار کے مترادف ہوتا' اسی لیے اس سے صرف نظر کیا ہے ورنہ اس پر جو دلائل پیش کیے جا رہے ہیں وہ بھی میرے نزدیک اتنے ہی ممنوع و منقوض ہیں جتنے کہ دلائل نفی ظل۔

اگر آپ کو اس موقف سے اختلاف ہے' یا آپ کے خیال میں سایۂ مصطفیٰ اس موقف سے ہم آہنگ نہیں ہے تو اس کی تردید کر دیں اور اپنی تحقیقات منظر عام پر لا کر اہل علم کی رہنمائی فرما دیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ممنون ہوں کہ آپ نے اتنی علمی اور محبت بھری مراسلت فرمائی اور صحیح صورت حال جاننے کے لیے اتنی زحمت فرمائی۔ واجرکم علی اللہ۔

والسلام

محلّہ عیدگاہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن ہری پور ہزارہ

0995-614949

0995-627070

مکتوب نمبر۴ سعیدی

بجواب

مکتوب نمبر۳ قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علٰی رسولہ الکریم وآلہٖ وصحبہ وتبعہ اجمعین

سامی الرتبۃ ، عالی الذروۃ جناب علامہ قاضی عبدالدائم دائم سلّمہ اللہ تعالیٰ

ہدّیۂ سلام مسنون نیز سفر سعادت اور دورۂ مہمہ سے وطن مالوف کو سلامت وعافیت کے ساتھ عود پر عرض تحفۂ تبریک وتہنیت کے بعد معروض آنکہ محبت نامہ موصول ہوکر کاشفہ ما فیہا ہوا۔ شکراً جزیلاً و جزاك اللہ خیراً کثیراً۔

مکرما! فقیر کے پُرزور مطالبہ کے باوجود جناب کے اپنی ان واضح تحریرات کی مطلوبہ توجیہات سے صرفِ نظر فرمانے کی بناء پر (جو جناب کے ثبوت ظل کے قائل ہونے کو اظہر من الشّمس کرتی ہیں) حالیہ مکتوب میں مسئلہ مبحث فیہا کے متعلق اختیار کیا گیا موقف اصولی طور پر آپ کا بالکل جدید نیا اور تازہ موقف ہے (باحوالہ تفصیلات سابقہ مکاتیب میں آچکی ہیں) جس کی ہر منصف مزاج ذی علم ضرور تصدیق وتائید کرے گا۔

بہرحال اس کا فیصلہ ہم انصاف پسند اہل علم حضرات پر چھوڑتے ہوئے حل مسئلہ کے لیے جناب کے پیش کردہ اب کے موقف ہی کو لے لیتے ہیں جس کے لیے جناب کی خصوصی توجہ کی اشد ضرورت ہے امید ہے ضرور باریاب فرمائیں گے۔ والتفصیل حسبما یأتی۔

فاقول وباللہ التوفیق: جناب نے مسئلہ مبحث فیہا کے بارے میں اب جو موقف اختیار فرمایا ہے' اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ اس کی دونوں شقوں (ثبوت ونفی ظل) میں مطلقاً متوقف ہیں۔ فرق یہ ہے کہ آپ کے نزدیک ثبوت ظل کی کوئی نقلی دلیل اپنا کوئی وجود نہیں رکھتی البتہ وہ عقلاً مستحیل نہیں۔ نیز یہ کہ اکابر میں اس کا (ثبوت ظل کا) کوئی قائل بھی نہیں گزرا اس لیے آپ نے اس سے کچھ تعرّض نہیں فرمایا۔

جب کہ نفی ظل کے نقلی دلائل تو موجود ہیں مگر آپ کے بقول ان میں سے کوئی مستند نہیں ہے۔

نیز آپ کے حسب مدّعا کئی عقلی دلائل اس کے خلاف قائم ہیں۔

پھر چونکہ متعدّد اکابر آپ کے حسبِ بیان غلط بنیاد پر اس کے (نفی ظل کے) قائل ہو گئے ہیں اس لیے آپ نے اس کے خلاف آواز اٹھانے کو ضروری تصوّر کرتے ہوئے باقاعدہ محاذ قائم کیا ہے۔

آمدم برسر مطلب! اس حوالہ سے تین وضاحت طلب امور کی پہلی فرصت میں وضاحت فرما کر اپنا فرض پورا فرمائیں واللہ الموفق۔

تفصیل حسب ذیل ہے:

وضاحت طلب امر نمبر ا:

جناب نے نفیِ ظل کے نقلی دلائل کے متعلق اپنی تحقیق کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے اپنی کتاب اور رسالہ دونوں میں دوٹوک الفاظ میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''نظریّہ نفیِ ظل کو ثابت کرنے کے لیے کل سرمایہ تین روایتیں ہیں:

ا: نوادر الاصول کی طرف منسوب روایت جو موضوع اور مردود ہے۔

۲: کتاب الوفاء والی روایت جو بے سند ہونے کی وجہ سے مردود اور نا قابل اعتبار ہے۔

۳: مدارک والی روایت جو بے سند ہونے کے علاوہ بصیغۂ مجہول مذکور ہونے کی وجہ سے مزید نا قابل قبول ہے۔

ملاحظہ ہو (سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۳ صفحہ ۱۶۰، ۱۷۰، ۱۷۱، نیز رسالہ سایہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۸، ۵۹، ۸۳، ۸۴)

مزید اس بارے میں رسالہ میں کئی مقامات پر لکھا ہے: ''یہ دونوں روایتیں بے سند اور معدوم الاسناد ہیں''۔ (صفحہ ۹۴)

نیز ''ایک وضعی اور دو بے سند روایتیں'' (صفحہ ۱۰۲)۔ نیز ''نوادر، مدارک اور وفاء کی سر بسر وضعی، بے اصل اور بے سند روایتیں''۔ (صفحہ ۱۰۶)

پس اگر اس حوالہ سے وضاحت طلب امر یہ ہے کہ آپ چونکہ اپنی کتاب اور رسالہ میں دو باتیں اصول کے طور پر تسلیم کر چکے ہیں یعنی ایک یہ کہ

''عدمِ ذکر عدمِ وجود کو مستلزم نہیں''۔

ملاحظہ ہو رسالہ (سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ ۱۸)

دوسری بات یہ کہ مسئلہ ہٰذا کے لیے علماء شان ہی کے فیصلے کام دیں گے کیونکہ ''لکل فنّ رجال ''یعنی جس کا کام اسی کو ساجھے۔

جیسا کہ آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ''ہم نے بھی روایات نفی ظل کا محدّثانہ اصول وضوابط کی روشنی میں مفصل جائزہ اس لیے لیا ہے'' الخ۔

ملاحظہ ہو (سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۳ صفحہ ۱۶۶، رسالہ سایہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۶۵، ۶۶)۔

نیز کتاب و رسالہ دونوں کے ٹائٹل پیجز پر مضمون کے تعارف کے طور پر لکھا ہے کہ:

''جس میں روایات نفی ظل کا محدّثانہ اصول وضوابط کی روشنی میں مفصل جائز لیا گیا ہے''۔

اس لیے ضروری ہوا کہ فضائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مذکور الاسناد احادیث وروایات کے بارے میں بھی علماء شان سے رجوع کیا جائے کیونکہ جب یہ بھی علم حدیث کے مسائل سے ہے تو یقینی اس کے لیے بھی ضرور کوئی اصول ہونا چاہیے۔

پس بتایا جائے کہ فضائل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر مذکور الاسناد روایات کے قبول وعدم قبول کے متعلق نجیب الطرفین یعنی مرتبہ شناسان نبوت قسم کے اکابر علماء شان کا فیصلہ وعمل یا اصول کیا ہے؟

نفیاً واثباتاً نیز قبولاً وردّاً جو بھی ہو' معتبر فی الباب اور مطلوبہ معیار کے حوالہ سے اس کی وضاحت مطلوب ہے۔

وضاحت طلب امر نمبر۲:

علاوہ ازیں جناب نے اپنی کتاب اور رسالہ دونوں میں کئی مقامات پر نہایت درجہ صراحت کے ساتھ اور انتہائی غیر مبہم نیز دوٹوک انداز میں لکھا ہے کہ اگر آپ کو نفیٔ ظل کے ثبوت میں کم از کم ایک ضعیف حدیث بھی پیش کر دی جائے جو اگرچہ ضعیف سند کے ساتھ کسی ایک صحابی کا قول بھی ہو تو آپ اسے قبول فرماتے ہوئے اپنے ردّ کے موقف سے رجوع اور نفیٔ ظلّ کے موقف کی صحت کو تسلیم فرمالیں گے۔

بناءً علیہ دوٹوک الفاظ میں آپ اس کی توثیق فرمادیں تاکہ مطالبہ پورا کر کے نزاع کا بآسانی خاتمہ کیا جاسکے۔

وضاحت:

جناب نے مذکورہ امر کو کئی طرح سے بیان کیا ہے یعنی ایک اصول کی حیثیت سے بھی' نیز خاص جزئیہ کے طرز پر بھی۔

اس سلسلہ کی دونوں طرح کی جناب کی کچھ عبارات حسب ذیل ہیں:

عبارات مشتملہ بر بیان اصول:

اس سلسلہ کی بیان اصول والی بعض عبارات ملاحظہ ہوں۔

چنانچہ آپ نے لکھا ہے: ''فضائل ومناقب میں ضعیف روایات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے''۔

ملاحظہ ہو (رسالہ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۸)

نیز لکھا ہے: ”معجزات میں صحیح کے علاوہ ضعیف حدیثیں بھی تسلیم کر لی جائیں کیونکہ اکثر محدّثین کے نزدیک فضائل ومناقب میں ضعیف احادیث قابل قبول ہوتی ہیں“۔

ملاحظہ ہو (سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۳ صفحہ ۱۶۲، سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۶۰، ۶۱)

نیز (کتاب مذکورہ صفحہ ۱۷۱ رسالہ مذکورہ صفحہ ۴۷ میں) لکھا ہے: ”قوی نہ بھی ہوں تو حرج نہیں کیونکہ معجزات میں ضعیف روایات بھی قابل قبول ہوتی ہیں“۔

نیز (کتاب مذکور صفحہ ۱۷۱ اور رسالہ مذکورہ صفحہ ۸۴ میں) مرقوم ہے:

”معجزات وفضائل کی حد تک اس میں ضعیف حدیث بھی شامل کی جاسکتی ہے“۔

عبارات (جزئیات) خصوصیّہ:

اب ملاحظہ کیجیے اس سلسلہ کی کچھ جزئیات خصوصیّہ

- کسی علامہ نوری صاحب نے آپ کو لکھا کہ:

”زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کی تمام روایات ضعیف الاسناد ہیں“۔

اس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے ان کو لکھا ہے:

”اگر نفی ظل پر کوئی ضعیف الاسناد روایت موجود ہوتی تو پھر اختلاف ہی کیا تھا“۔

ملاحظہ ہو رسالہ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۹۴۔

نیز آپ نے مولانا صوف کو لکھا:

"جامع ترمذی میں جس طرح کی ضعیف حدیثیں پائی جاتی ہیں، ایسی ضعیف حدیث اگر علامہ نوری صاحب نفی ظل میں پیش کر دیں تو ہم موافقت اہل علم کے بغیر بھی اس کو کافی سمجھ لیں گے"۔

ملاحظہ ہو (سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۹۹)

نیز لکھا ہے: "فی الواقع اگر سند ضعیف بھی ہو تو تلقی علماء سے حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ (رسالہ مذکورہ صفحہ ۱۰۱)

- نیز آپ نے مسئلہ مبحث فیہا کی نوعیّت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"واضح رہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہونا یا نہ ہونا عقیدے کا مسئلہ ہے نہ کہ عمل کا"۔ الخ (رسالہ مذکورہ صفحہ ۹۶)

پھر اس کی معتبر فی الباب دلیل کا معیار بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"عقیدے کے ثبوت کے لیے نفی پر دلیل چاہیے خواہ اس کی سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو جب کہ نفی ظل میں ایسی کوئی روایت اور دلیل موجود نہیں ہے"۔ (رسالہ مذکورہ صفحہ ۱۰۷)

- علاوہ بریں آپ نے دوٹوک انداز میں اس کا اعلان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"اگر حدیث نفی ظل کے متن کے لیے کوئی ایسی سند موجود ہو جو موضوع نہ ہو بلکہ محض ضعیف ہو تو ہم کسی تردّد کے بغیر نظریّہ نفی ظل کو تسلیم کر لیں گے"۔ (رسالہ مذکورہ صفحہ ۹۸)

نیز اس سے بھی بڑھ کر عندیہ دیتے ہوئے ارقام فرمایا ہے کہ :

''زیادہ صحابہ کا تو ہم مطالبہ نہیں کرتے' صرف ایک صحابی کا نام بتا دیجیے جس نے نفیِ ظل کا قول کیا ہو خواہ اس قول کی سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو''۔ (رسالہ مذکورہ صفحہ ۱۰۶)

اب ملاحظہ فرمایئے تیسرا اور آخری وضاحت طلب امر۔

وضاحت طلب امر نمبر ۳:

جب کوئی امر معتبر فی الباب دلیل شرعی سے ثابت ہو تو اس کے مقابلہ میں عقلی اشکالات کی کیا حیثیت ہوتی ہے یعنی اس صورت میں شرعاً ترجیح اس ثابت شدہ امر کو ہوگی یا اس کے برعکس اشکالات کو فوقیت دیتے ہوئے امر مذکور کو ردّ کیا جائے گا؟

بالفاظ دیگر حسب بالا ثبوت کے بعد ثابت شدہ امر کو ایسے ہی مان لینا لازم ہے یا اس کے ماننے کے ضروری ہونے کے لیے اس کی حکمت یا کیفیّت کی وجوہ کا معلوم کرنا یا ہونا بھی ضروری ہے؟

معتبر و مستند فی الباب حوالہ سے وضاحت فرمائیں۔فقط والسلام خیر الختام۔

خیر اندیش آپ کا

عبدالمجید سعیدی بقلمہ

از رحیم یار خان

(۱۲ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸/اپریل ۲۰۱۹ء بروز پنجشنبہ)

مکتوب نمبر ۵ سعیدی
بجواب
ٹیلیفونک پیغام قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علٰی رسولہ الکریم وآلہٖ وصحبہ اجمعین

والا جاہ عالی مرتبت جناب علامہ قاضی عبدالدائم دائم نقشبندی سلّمہٗ ربّہ القوی ۔بعد از تسلیمات وتحیات مسنونہ وافرہ کثیرہ' معروض آنکہ فاضل عزیز مولانا عتیق نے بتایا کہ انہوں نے آپ کو فقیر کے مرسلہ مکتوب کی موصولی وعدم موصولی کے متعلق پوچھنے کی غرض سے فون کیا تو آنجناب نے اس کی موصولی کی تصدیق فرماتے ہوئے میرے نام یہ زبانی پیغام دیا کہ آپ کے اس سے قبل کے آخری مکتوب کو آپ کی آخری تحریر سمجھا جائے!

تو اس حوالہ سے جناب کو زحمت دے رہا ہوں کہ آپ کا اس سلسلہ کا جس نوعیّت کا جو بھی ارشاد ہو' اس سے اپنے والا نامہ ہی کی صورت میں مشرف فرمائیں' عین نوازش ہوگی جب کہ اصول' انصاف' اخلاق اور ذمّہ داری بھی اسی کے متقاضی ہیں۔

امید ہے ضرور کرم ہوگا فقط۔

شکریہ

والسلام خیر الختام

شدّت سے منتظرِ جواب باصواب

آپ کا عبد المجید سعیدی بقلمہ

از رحیم یار خان (پنجاب پاکستان)

(۱۹/ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۶/ اپریل ۲۰۱۹ء بروز پنجشنبہ)

مکتوب نمبر۴ قاضی صاحب

بجواب

مکتوب نمبر۴، ۵ سعیدی

قاضی عبدالدائم دائم کی طرف سے محترم ومکرم ومعظم عالی جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت اقدس میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مخدوم من! سایۂ مصطفیٰ میرا ہی تحریر کردہ کتابچہ ہے' اس لیے اس میں احادیث ضعیفہ کے ردوقبول کے بارے میں مختلف مقامات پر جو کچھ مذکور ہے' اس کے ساتھ مجھے پوری طرح اور مکمل اتفاق ہے۔

میری عمر اور مصروفیات کے پیش نظر مزید مراسلت سے مجھے معذور سمجھا جائے۔ والعذر عند کرام الناس مقبول'

رمضان المبارک کے نورانی لمحات میں جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو شیئاً للہ اس عاجز کو بھی کسی وقت یاد فرمالیجئے! شکریہ۔

مکتوب نمبر۶ سعیدی
بجواب
مکتوب نمبر۴ قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیّہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیّہ وذویہ

قاضی محاکم المعقول والمنقول عالیجاہ علامہ عبدالدائم دائم صاحب سلّمہٗ ربّہ الواھب

بعد ما ھوالمسنون اینجا خیر آنجا بادا

نخبہ آنکہ مکتوب گرامی موصول ہوکر باصرہ نواز اور کاشف مافیہ ہوا۔ شکریہ

اس پر معروضات پہلی فرصت میں روانۂ خدمت ہیں۔

جناب نے فرمایا ہے: ''میری عمر اور مصروفیات کے پیش نظر مزید مراسلت سے مجھے معذور سمجھا جائے''۔

عرض ہے کہ مسئلہ جب خالصۃً عظمتِ سرکار کا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ تو اس پر مراسلت کو روکنے کی اجازت دینا نہ میرے اختیار میں ہے اور نہ ہی یہ شرعاً آپ کے لیے کسی طرح جائز ہے جب کہ یہ بلا وجہ بلکہ خلافِ وجہ نیز اصول واخلاق کے بھی منافی ہے کیونکہ اس کے متعلق طلب بلکہ مطالبہ بھی جناب کی

جانب سے ہے اور آپ کے حسبِ تحریر بہت عرصہ سے ہے جس کا باقاعدہ علم ہمیں اب ہوا۔

بناءً علیہ توقیفِ مراسلت کے فیصلہ سے رجوع کرنا لازم اور اس کا مکمل کرنا یعنی اسے منطقی نتیجہ پر پہنچانا ضروری ہے۔

روک دینے کی صورت میں کیا روزِ قیامت باز پرس نہیں ہوگی کہ جب آپ کے نزدیک ایک چیز حق تھی تو اسے پردۂ خفاء میں کیوں ڈالا اور اس کے برعکس تھی تو تصفیہ کیوں نہ کیا تھا؟ آ گے ''کار بدست مختار''

- رہا عمر (سن رسیدگی) اور مصروفیات کا مسئلہ؟ تو

اوّلاً: اگر یہ اچھا کام ہے تو یہی اچھا ہے کہ ہمیشہ جاری رہے' اچھا نہیں ہے تو اس کی طرح کیوں ڈالی؟

ثانیاً: علاوہ ازیں سن رسیدگی کا تقاضا یہ نہیں کہ نیک کام کو ترک کر دیا جائے بلکہ اس میں اضافہ ہونا ہی اس کا تقاضا ہے کیونکہ یہی وفاء ہے جو مطلوب ہے جس کا برعکس جفا ہے جو واجب الاحتیاط ہے کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ و سلم ''من حج ولم یزرنی فقد جفانی''۔

اگر یہ مقصود ہو کہ عمر (سن رسیدگی) موجب تعب ہے؟ تو دیگر مصروفیات (بصیغۂ جمع) کیوں متعب نہیں؟

- لٰہذا ہمت فرما کر پڑھیں بسم اللہ اور نوازیں اپنے مطلوبہ ارشادات سے
- میں نے تین وضاحت طلب امور لکھے تھے جن میں سے ایک کا جواب

باصواب آپ نے عنایت فرمادیا ہے کہ مانحن فیہ کے متعلق جناب نے جو یہ (کتاب اور رسالہ میں) لکھا تھا کہ اس کے لیے ضعیف حدیث حتیٰ کہ بطریق ضعیف قول صحابی بھی آپ کو مہیّا کر دیا جائے تو آپ موقف سے رجوع فرمالیں گے۔

آپ بفضلہٖ تعالیٰ اس پر تاحال قائم ہیں جیسا کہ آپ کے پیش نظر مکتوب کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ: ''مخدومِ من! سایۂ مصطفیٰ میرا ہی تحریر کردہ کتابچہ ہے' اس لیے اس میں احادیث ضعیفہ کے ردوقبول کے بارے میں مختلف مقامات پر جو کچھ مذکور ہے' اس کے ساتھ مجھے پوری طرح اور مکمل اتفاق ہے''۔ جس پر آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

- مزید یہ کہ آپ کے الفاظ ''سایۂ مصطفیٰ میرا ہی تحریر کردہ کتابچہ ہے'' فقیر کی دیرینہ طلب کی تکمیل ہیں۔ کیونکہ شروع کے مکاتیب میں راقم الحروف نے گزارش کی تھی کہ اس مضمون ورسالہ کے بارے میں نفیاً اثباتاً تصریح فرمادیں کہ یہ آپ کے تحریر کردہ ہیں یا نہیں؟ جواَب باریاب ہوئی ہے اگرچہ دیر سے۔ ولنعم ماقیل بدیر آید درست آید۔

- سرکار کے اسم کریم ''مصطفیٰ'' کے ساتھ آپ کے مکتوب میں صیغ درود وسلام رہ گئے ہیں' توجّہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا وسلّم)

بہرحال باقی دو وضاحت طلب امور جو رہ گئے ہیں' ان کے متعلق بھی قلم مبارک کو جنبش دے دیں اگرچہ میرے مکتوب سابق میں مذکور ہیں تاہم جناب کی سہولت کے لیے یہاں بھی انہیں نقل کیے دیتا ہوں۔

تین وضاحت طلب امور میں سے جس کی آپ نے وضاحت فرمادی ہے وہ نمبر۲ ہے باقی حسب ذیل ہیں:

وضاحت طلب امر نمبر۱:

جناب نے نفیِ ظل کے نقلی دلائل کے متعلق اپنی تحقیق کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے اپنی کتاب اور رسالہ دونوں میں دوٹوک الفاظ میں لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"نظریہ نفیِ ظل کو ثابت کرنے کے لیے کل سرمایہ تین روایتیں ہیں:

۱: نوادر الاصول کی طرف منسوب روایت جو موضوع اور مردود ہے۔ ۲: کتاب الوفاء والی روایت جو بے سند ہونے کی وجہ سے مردود اور ناقابل اعتبار ہے۔ ۳: مدارک والی روایت جو بے سند ہونے کے علاوہ بصیغۂ مجہول مذکور ہونے کی وجہ سے مزید ناقابل قبول ہے۔

ملاحظہ ہو (سیّدالوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد۳ صفحہ ۱۶۰، ۱۷۰، ۱۷۱، نیز رسالہ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۸، ۵۹، ۸۳، ۸۴)

مزید اس بارے میں رسالہ میں کئی مقامات پر لکھا ہے: "یہ دونوں روایتیں بے سند اور معدوم الاسناد ہیں"۔ (صفحہ ۹۴)

نیز "ایک وضعی اور دو بے سند روایتیں" (صفحہ ۱۰۲)۔ نیز "نوادر، مدارک اور وفاء کی سربسر وضعی، بے اصل اور بے سند روایتیں"۔ (صفحہ ۱۰۶)

پس اس حوالہ سے وضاحت طلب امر یہ ہے کہ آپ چونکہ اپنی کتاب

اور رسالہ میں دو باتیں اصول کے طور پر تسلیم کر چکے ہیں یعنی ایک یہ کہ "عدمِ ذکر عدمِ وجود کو مستلزم نہیں"۔

ملاحظہ ہو رسالہ (سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ ۱۸)

دوسری بات یہ کہ مسئلہ ہٰذا کے لیے علماء شان ہی کے فیصلے کام دیں گے کیونکہ "لکل فنّ رجال" یعنی جس کا کام اسی کو ساجھے۔

جیسا کہ آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ "ہم نے بھی روایات نفی ظل کا محدّثانہ اصول وضوابط کی روشنی میں مفصل جائزہ اس لیے لیا ہے" الخ۔

ملاحظہ ہو (سیّد الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۳ صفحہ ۱۶۶، رسالہ سایہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۶۵، ۶۶)۔

نیز دونوں کے ٹائٹل پیجز پر مضمون کے تعارف کے طور پر لکھا ہے کہ:

"جس میں روایات نفی ظل کا محدّثانہ اصول وضوابط کی روشنی میں مفصل جائزہ لیا گیا ہے"۔ اس لیے ضروری ہوا کہ فضائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مذکور الاسناد احادیث وروایات کے بارے میں بھی علماء شان سے رجوع کیا جائے کیونکہ جب یہ بھی علم حدیث کے مسائل سے ہے تو یقیناً اس کے لیے بھی ضرور کوئی اصول ہونا چاہیے۔

پس بتایا جائے کہ فضائل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان غیر مذکور الاسناد روایات قبول وعدم قبول کے متعلق نجیب الطرفین یعنی مرتبہ شناسان نبوت قسم کے اکابر علماء شان کا فیصلہ وعمل یا اصول کیا ہے؟

نفیاً واثباتاً نیز قبولاً وردّاً جو بھی ہو، معتبر فی الباب اور مطلوبہ معیار کے

حوالہ سے اس کی وضاحت مطلوب ہے۔

وضاحت طلب امر نمبر ۳:

جب کوئی امر معتبر فی الباب دلیل شرعی سے ثابت ہو تو اس کے مقابلہ میں عقلی اشکالات کی کیا حیثیت ہوتی ہے یعنی اس صورت میں شرعاً ترجیح اس ثابت شدہ امر کو ہوگی یا اس کے برعکس اشکالات کو فوقیت دیتے ہوئے امر مذکور کو ردّ کیا جائے گا؟

بالفاظ دیگر حسب بالا ثبوت کے بعد ثابت شدہ امر کو ایسے ہی مان لینا لازم ہے یا اس کے ماننے کے ضروری ہونے کے لیے اس کی حکمت یا کیفیّت کی وجوہ کا معلوم کرنا یا ہونا بھی ضروری ہے؟

معتبر و مستند فی الباب حوالہ سے اس کی وضاحت فرمائیں۔

مزید وضاحت طلب امر:

ہاں! ایک اور زحمت بھی دینے لگا ہوں جو یہ ہے کہ جناب نے اپنے مضمون و رسالہ سایۂ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سند کی اہمیّت پر بہت زور دیا ہے جو اہم بات ہے۔

بناءً علیہ جناب نے نفی ظل کی روایت ذاکون رضی اللہ عنہ پر جن ائمہ کی جروح پیش فرمائی ہیں' ان کی' مصنّفین سے ان جارحین تک اسناد مطلوب ہیں۔ حوالہ جات کے ساتھ مہیّا فرمائیں۔ شکریہ۔

- باقی جناب نے جو یہ فرمایا ہے کہ: ''رمضان مبارک کے نورانی لمحات میں جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو شیئا للہ اس عاجز کو بھی کسی وقت یاد فرما

لیجئے" شکریہ"؟

تو اس کے لیے یہی کہا جاسکتا ہے کہ "نہ د شاخِ پر میوہ سر بر زمین"

واقول تعمیلا للارشاد حیاکم اللہ تعالٰی بالسلامة والعافیة و وفقکم بما یحبه ویرضاه بحبیبه سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیه وعلٰی آلہٖ وصحبه وتبعه اجمعین الٰی یوم الدین

فقط والسلام خیر الختام

آپ کا عبد المجید رضوی بقلمہ

از رحیم یار خان (پنجاب، پاکستان)

(۱۱/ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۸/ مئی ۲۰۱۹ء بروز جمعة المبارک)

آخری ٹیلیفونک پیغام

قاضی صاحب بجواب مکتوب نمبر۶ سعیدی

۷۸۶

۹۲

میں محمد عتیق اشرف قادری نے ۲۰۱۹-۰۵-۲۲ کو علامہ قاضی عبدالدائم صاحب کو خط پوسٹ کیا پھر ۲۰۱۹-۰۶-۰۵ بروز بدھ یکم شوال کے دن رات تقریباً ۹:۵۲ پر رابطہ ہوا۔ سلام ودعا عید مبارک کہنے کے بعد تحریر کے متعلق سؤال کیا تو آپ نے کیا کہا:

قاضی عبدالدائم صاحب: جی پہنچ گیا ہے مگر میں نے کہہ دیا ہے کہ میں جواب دینے سے معذور ہوں دعا کریں اب میرے لیے۔ جو بھی لکھنا چاہتے ہیں لکھ دیں اب میں مزید لکھنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ ہاں جی بس۔ اللہ تعالیٰ بہتر کرے جو کچھ بھی مفتی صاحب جس طرح پسند کرتے ہیں یہ مفتی صاحب

نوٹ: یہ کال ایک منٹ چوّن سیکنڈ کی تھی۔

پھر بروز ہفتہ تقریباً ۲۰۱۹-۰۶-۰۸ کو تین بج کر پینتالیس منٹ پر رابطہ ہوا تحریر کے متعلق پوچھا تو بھی تحریر کے پہنچنے کی تصدیق کی اور ایک دو جملے یہی دوبارہ دہرائے۔

آخرالکلام:

اس کے بعد قاضی صاحب نے اس سلسلہ کو مکمل طور پر روک لیا اور تاحال خاموشی ہے۔اس پر ان سے ہمارا جو مطالبہ ہے اس کی تفصیل شروع میں آچکی ہے کہ جناب قاضی صاحب بحث کی تکمیل کریں ورنہ اپنے موقف سے رجوع فرما کر اپنی کتاب کو ردی قرار دیں واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین۔

کتبہ الفقیر عبدالمجید سعیدی بقلمہ

(۱۰/رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ مطابق ۴/ مئی ۲۰۲۰ء بروز پیر)

قاضی صاحب سے پُرزور مطالبہ

۱ یا تو ہمارے سوالات کے جوابات دے کر اس بحث کو اس کے منطقی انجام (اور آخری حد) تک پہنچائیں۔ الغرض بحث کی تکمیل کر کے اپنے ذمہ امر سے سبکدوشی حاصل کریں۔

۲ یا پھر وہ اس مسئلہ کے حوالہ سے اپنے بوگس موقف سے تحریراً وتقریراً علانیہ رجوع کر کے اپنی اس سلسلہ کی جملہ تحریرات کو کنڈم قرار دے کر عوام اہل سنت کے قلق کو دور فرمائیں۔

یہ قطعی طور پر ایک سو فیصد جائز مطالبہ ہے جس سے کوئی منصف مزاج ذی علم انکار نہیں کر سکتا۔

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو رسالہ ہذا صفحہ نمبر 5،6۔